خانقاہ حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمان

ماہنامہ

مِلّیّہ

فیصل آباد پاکستان

جمادی الاول ۱۴۴۷ھ

نومبر 2025ء

- آئینی ترامیم اور عوام
  مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی
- اپنے نیک اعمال کی حفاظت کیجیے
- تاریخ ختم نبوۃ تاریخ کے آئینے میں
- مجلس نفیس

بیاد

ابنِ انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ فیصل آباد

041-8711569

www.milliafsd.com

حمدِ باری

حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

حمدِ باری مِری زباں پر ہے
وَجد طاری مِری زباں پر ہے

دَم بدَم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ
ذِکر جاری مِری زباں پر ہے

ہے تصوُّر میں رَوضۂ اطہر
نعت پیاری مِری زباں پر ہے

نعت گوئی مِرا شِعار ہُوئی
کِس نے واری مِری زباں پر ہے؟

ذِکر پیاروں کا چار یاروں رضی اللہ عنہم کا
باری باری مِری زباں پر ہے

حرفِ مطلب ادا نہیں ہوتا
عرض بھاری مِری زباں پر ہے

صبرِ جانکاہ میرے دل میں ہے
شُکرِ باری مِری زباں پر ہے

شب کا پچھلا پہر ہے، اور نفیسؔ
آہ و زاری مِری زباں پر ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر اسلامی مہینے کے شروع میں شائع ہوتا ہے

خانقاہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمان

ماہنامہ

ملیہ

فیصل آباد پاکستان

جمادی الاول ۱۴۴۷ھ

شمارہ نمبر 5 جلد نمبر 22

بمطابق نومبر 2025ء

بفیض

قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن الدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

امیر ثانی تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

حضرت مولانا انیس الرحمن صاحب الدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی شاہ

ابن انیس حضرت مولانا حبیب الرحمن الدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز سید نفیس الحسینی صاحب

فہرست مضامین

* آئینی ترامیم اور عوام — مولانا حماد الرحمن لدھیانوی — 2
* مجالس حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ — 6
* مجلس نفیس — 11
* اپنے نیک اعمال کی حفاظت کیجیے — 15
* اصحاب بدر کے فضائل — 21
* تاریخ ختم نبوۃ تاریخ کے آئینے میں — 26
* خواتین کے صفحات — خادمۃ القرآن — 34
* بچوں کے صفحات — 38

مدیر: مولانا حماد الرحمن لدھیانوی

مدیر مسئول: مولانا جواد الرحمن الدھیانوی

فی شمارہ 80 روپے

پاکستان میں سالانہ 1000 روپے

سالانہ بدل اشتراک بیرون ملک 100 امریکی ڈالر

رابطہ کیلئے

ملحقہ ملیہ جامعہ ملیہ اسلامیہ

محلہ خالصہ کالج P.O مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد پاکستان 041-8711569, 0321-6611910

ناشر: حبیب الرحمن لدھیانوی

مطبع: ظفر اینڈ فضل پرنٹنگ پریس فیصل آباد

آئینی ترامیم اور عوام

حماد الرحمٰن لدھیانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد!

ہر ملک کی عوام کی طرح ملک عزیز پاکستان کی عوام بھی آج کل عجیب مخمصے سے دوچار ہے، کہ اسے سمجھ ہی نہیں آرہا کہ کیا کرے، اپنے حالات کو دیکھے یا ملک کی سنجیدہ اور غیر سنجیدہ خبروں پر غور کرے، جس میں ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ سوائے مستقبل کے سہانے خوابوں کے، جس میں یہ بتلایا جارہا ہوتا ہے کہ بہت جلد بڑی خوشخبری ملنے والی ہے، اب عوام کے دن بدلنے والے ہیں، جلد از جلد حالات بہتر ہو جائینگے۔ اس کے علاوہ بھی میڈیا و اخبارات میں قانونی موشگافیاں بتلائی جارہی ہوتی ہیں، کہ بس یہ قانون پاس ہو گیا تو فکر کی کوئی ضرورت نہیں پھر خیر ہی خیر ہے، حتی کہ آئین کی حساس شقوں پر بحث کی جارہی ہوتی ہے، جس سے تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ اس آئینی ترمیم کے بعد تمام مشکلات حل ہو جائیں گی اور عوام کو مستقل ریلیف ملنے کا قوی امکان ہے۔ مگر چند دنوں کے بعد حالات جوں کے توں ہی رہتے ہیں۔

کہنے کو آئینی ترامیم اور قانون سازی عوام کا مسئلہ نہیں ہے، فکر معاش سے دوچار عوام کو ایسے مسئلوں سے شاید ہی کوئی دلچسپی ہو۔ انھیں مزید بڑھکانے والے ہمارے ٹی وی اینکر مائیک پکڑے بازاروں میں نکل جاتے ہیں اور عام غریب عوام سے یہ سوال پوچھتے دکھائی دیتے ہیں کہ آپ مجوزہ آئینی ترامیم کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جس کا جواب یقیناً یہی آتا ہے کہ ہم تو روٹی روزی کی تلاش میں سارا دن مارے مارے پھرتے ہیں ان آئینی ترامیم سے ہمارا کیا واسطہ۔ یہ تو سیاستدانوں کے اپنے فائدے کے لیے ہوتی ہیں عوام الناس کو ان ترامیم سے کیا ملنا۔ قانون سازی سے متعلق سوالوں

کے جواب میں تو غریب عوام سے ایسا ہی جواب ملے گا۔ یہ تو سوال کرنے والے کو سوچنا چاہیے کہ اُسے ایسے سوالات ان پڑھ عوام سے کرنا بھی چاہیے یا نہیں۔ اُصولاً ایسے سوالات قانون کی سوجھ بوجھ رکھنے والوں سے کیے جاتے ہیں۔

کوئی ترمیم تو ایسی ہونی چاہئے جو عام آدمی کے لئے ہو۔ لوگوں کو مہنگائی، بے روزگاری، بدامنی، چوری، ڈکیتی، بے محا ٹیکسوں، نا خواندگی اور غربت سے نجات ملے۔ حکمرانوں کو اپنا اقتدار مضبوط کرنے کیساتھ ان مشکلات کو بھی ختم کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ جو غریبوں اور بے وسیلہ لوگوں کو درپیش ہیں۔ آئین کا منشا یہی ہے۔ اس پر عمل ہونا چاہئے۔

73ء کا آئین اس بات کا گواہ ہے کہ تمام مشکلات کے باوجود یہ متفقہ آئین ترتیب دیا گیا اور ساری پارلیمنٹ نے اُسے مکمل تعاون کے ساتھ منظور بھی کر دیا۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس وقت وطن عزیز مشکل ترین حالات سے گزر رہا ہے اور عوام انتہائی کرب و ابتلا سے دوچار ہیں اور آپ آئین بنانے نکل پڑے ہیں۔ پہلے عوام کو اس صدمے سے باہر نکالیں اور اُن کے دکھوں کا مداوا کریں۔

رہ گیا سوال کہ عوام کو اس ترمیم سے کیا ملے گا؟ تو عوام کو یہ سوچنا ہوگا کہ ہر کام کو عوام کے فوری فائدہ کی ضمن میں دیکھنا چاہیے۔ عوام اگر انتخابات میں کسی ایک جماعت کو ووٹ دیتے ہیں تو وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اُن کے ووٹوں سے برسر اقتدار آنے والے حکمران بلا کسی خوف اور ڈر کے اور بلا کسی روک ٹوک کے عوام کی بھلائی کے فیصلے کریں، لیکن اگر کسی جانب سے انھیں کام کرنے ہی نہیں دیا جائے تو پھر ملک کے حالات کیسے بہتر ہوں گے۔ سیاسی عدم استحکام پیدا کر کے معاشی استحکام کی راہ میں روڑے اٹکائے جائیں تو پھر کیسے اس ملک میں خوشحالی آسکتی ہے۔

حالات اور وقت کے مطابق قوانین میں ترمیم جمہوری نظام کا خاصہ بھی ہے اور حق بھی۔ وہ اگر سمجھے کہ سسٹم اگر موجودہ قانون کی تحت چل نہیں پارہا تو اس میں تبدیلی کر سکتا ہے۔ دستور میں تبدیلی ویسے بھی کوئی اکیلا مطلق العنان شخص ہرگز نہیں کرسکتا ہے۔ تبدیلی کے لیے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں

کی دو تہائی اکثریت لازمی ہے۔اس لیے یہ کام کوئی اتنا آسان اور سہل بھی نہیں ہے۔اس کے لیے ناکوں چنے چبانے پڑتے ہیں اور جیسے ہم آج کل دیکھ بھی رہے ہیں۔حکومت اور اس کے اتحادی سر توڑ کوششیں کر کے بھی اس ترمیم پر دو تہائی اکثریت حاصل نہیں کر پائے ہیں اور معاملہ کھٹائی میں جا تا رہا۔

یہی وجہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی جو بظاہر اس حکومت کا حصہ بھی نہیں ہے لیکن وہ اور اس کی قیادت مجوزہ آئینی ترامیم کے لیے سر توڑ کوششوں میں مگن ہے اور یہ انھی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن بھی ترمیم کے ایک فارمولے میں متفق اور رضا مند ہو چکے ہیں۔انھیں کی کوششوں کی بدولت پاکستان تحریک انصاف بھی بڑی حد تک مجوزہ ترامیم کے لیے کسی حد تک راضی ہو چکی ہے۔

عوام کو روزگار اور نوکریاں دینے کے لیے حکومت کا مستحکم ہونا ضروری گردانہ جاتا ہے، جب ایک حکومت کو ہر وقت دھڑ کا لگا رہے کہ کب وہ فارغ ہو جائے تو بھلا ایسی صورت میں وہ کیسے عوام کی بھلائی اور فائدے میں فیصلے کر سکتی ہے، وہ تو ہر وقت اپنے بچاو کی فکر میں پریشاں اور گرداں رہے گی۔ یہی عدم استحکام آج تک ہمارے جمہوری نظام کو پروان چڑھنے نہیں دیتا رہا ہے۔

پاکستان میں غربت کے خاتمے کی ضرورت ہے۔غریبوں کے حقوق کا تحفظ کیے بغیر ملک کی ترقی ممکن نہیں ہے۔بدقسمتی یہ ہے کہ پاکستان میں غربت کا دائرہ پھیلتا جا رہا ہے۔ایک طبقہ روز بہ روز امیر ہو رہا ہے جبکہ غریب طبقات جینے کے حق سے بھی محروم ہوتے جا رہے ہیں۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پالیسی ساز معاشی اداروں نے وہ حکمت عملی اختیار نہیں کی جس کی ضرورت تھی۔پاکستان بنیادی طور پر زرعی ملک ہے زیادہ تر آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور مسائل سے دوچار ہے، جبکہ شہروں میں بھی بدامنی لاقانونیت بڑھ رہی ہے اور عدم تحفظ کا احساس بڑھ رہا ہے عوام پریشان ہیں۔

خودکشی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے، مہنگائی عروج پر ہے، بے روزگاری کے رجحانات بڑھ رہے ہیں۔غیر ملکی سرمایہ کاری بھی محدود ہو رہی ہے خود اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور سرکاری

اداروں کی رپورٹوں میں خراب معاشی صورتحال کو تسلیم کیا گیا ہے اور بدعنوانی کے واقعات بھی بڑھ رہے ہیں، اگرچہ پوری دنیا میں تسلیم کیا جاتا ہے کہ صنعتی ترقی کے لیے سازگار حالات ضروری ہیں لیکن جب امن وامان کی صورتحال ہی خراب ہو تو پھر اقتصادی ترقی کیسے ممکن ہے؟ اور کس طرح قومی معیشت کو مضبوط بنایا جاسکتا ہے؟

سوال یہ ہے کہ پاکستان کی اکثریتی آبادی کو مطمئن کیے بغیر قوم کیسے ترقی کر سکتی ہے؟ ملک بحران سے کس طرح نکل سکتا ہے اور کرپشن کا کس طرح خاتمہ کیا جاسکتا ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن پر غور کیا جانا چاہیے اور پالیسی ساز اداروں کو اس کے بارے میں رپورٹیں مرتب کرنی چاہیے، ایک اہم مسئلہ سرکاری اخراجات کا بھی ہے حکومت کے محکموں اور اداروں کے اخراجات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ غیر ملکی دوروں پر کروڑوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں جبکہ سرکاری اداروں میں بچت کا نظام رائج ہونا چاہیے۔

آمدنی سے زیادہ اخراجات سے معیشت دباؤ کا شکار ہے کسی بھی قوم کی اقتصادی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی معیشت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو اور اس کا اقتصادی نظام ٹھوس بنیادوں پر استوار کیا گیا ہو، پاکستان کے پلاننگ کمیشن نے اقتصادیات پر بہت سی رپورٹیں مرتب کرائی ہیں۔ جنرل (ر) پرویز مشرف کے دور میں پلاننگ کمیشن نے غربت کے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ مرتب کی تھی جس میں ماہرین نے حکومت کو غربت کے خاتمے کے متعلق بہت سی تجاویز پیش کی تھی، لیکن اس رپورٹ کو بھی سرد خانے میں ڈال دیا گیا اور حکومت کے محکموں نے پلاننگ کمیشن کی رپورٹ پر عمل کرنے سے گریز کیا، اگر اس رپورٹ پر توجہ دی جاتی اور سنجیدگی سے اقدامات کیے جاتے تو ملک میں غربت کے خاتمے کیلئے بنیادی اقدامات کیے جاسکتے تھے۔ اور یہی اصل کام ہے کرنے کا، آئین بھی تب محفوظ اور مستحکم رہے گا جب کہ عوام محفوظ و مستحکم ہوگی، اور اس کے لیے ترامیم سے فارغ ہو کر غربت کے خاتمے کے لئے ٹھوس اقدامات کرنے ہونگے۔۔۔۔۔

مجالس

سید الطائفہ قطب العالم قطب الاقطاب

حضرت مولانا

شاہ عبدالقادر رائپوریؒ قدس سرہ

بروز جمعۃ المبارک ۹ محرم ۶۸ھ ۲ نومبر ۴۸ء رامپور سٹیٹ

آج حضرت والاؒ صبح کی سیر کیلئے تشریف نہیں لے گئے اور مجلس منعقد رہی۔ مولانا عبدالوہاب صاحب کے بھائی صاحب نے عرض کیا کہ جو لوگ بیعت نہیں مگر تبلیغی جماعت میں جاتے اور دیکھا دیکھی ذکر کرنے لگتے ہیں ان کا ذکر کرنا درست ہے یا نہیں؟ حضرت والاؒ نے فرمایا کہ ان کو چاہیئے کہ اگر بیعت ہیں تو ذکر اپنے شیخ سے دریافت کریں اور اگر بنا پوچھے کریں گے تو زیادہ کرنے سے اور ڈھنگ نہ جاننے کے باعث نقصان بھی ہو سکتا ہے مگر سادہ طور پر اللہ اللہ کرنا ہر طرح مفید ہے اور اس کا اچھا اثر ضرور نمودار ہو سکتا ہے۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ یہی جماعت شیخ کا حکم رکھتی ہے۔ اور شیخ کا مطلب اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا ہے۔ پس جماعت کی صحبت سے بھی اچھا اثر ہوگا۔ نیز فرمایا کہ جماعت والوں کو اور جو اس میں نئے آدمی بھی آئے ان کو بھی کبھی موقع نکال کر نظام الدین مولوی محمد یوسفؒ صاحب کے پاس ضرور جانا چاہیے۔ اس لیے نہیں کہ ان سے بیعت ہی ضرور ہوں بلکہ بیعت ہوں یا نہ ہوں، ان کی اور وہاں جو ذاکرین کا مجمع ہوتا ہے ان کی صحبت اور برکت بڑی نعمت اور غنیمت ہے۔ میں بھی وہاں جانے کی تمنا رکھا کرتا ہوں اور جاتا ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کے ہاں جانا چاہیے وہاں جانا بھی مفید ہے

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالع ترا طالع کند

حضرت اقدسؒ نے اس مجلس کے بعد حجامت اور غسل فرمایا اور ساڑھے دس بجے اکرام رضا صاحب دو نفیس کاریں لائے اور اپنے مکان پر لے گئے۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو ایک صاحب مستجاب احمد

صاحب حاضر ہوئے۔نواب اکرام رضا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ صاحب بھی یہاں کی آئین ساز اسمبلی کے ممبر ہیں اور حضرت مدنیؒ کے خاص خادم ہیں۔

آج مغرب بعد کی مجلس میں نہایت گرامی قدر ارشادات دوبارہ سیاست اور تصوف پر ارشاد فرمائے۔ مولانا عبدالوہاب صاحب نے قبض وبسط کے متعلق عرض کیا جو سالک کو پیش آتے ہیں۔حضرت والاؒ نے سالکین کے قبض وبسط پر فرمایا کہ قبض وبسط سالک کیلئے ضروری ہے اور طبائع کے مطابق کمی زیادتی ہوتی اور اس کے اسباب اور فرمایا کہ سالک گھبرائے نہیں اور بعض احتیاطوں اور علاجوں پر کاربند ہونے کو فرمایا۔

۱۰رمحرم ۶۸ھ بروز ہفتہ ۱۳رنومبر ۴۸ء رامپور سٹیٹ

آج صبح کی نماز سفر کے خیال سے اول وقت قیام گاہ پر پڑھ لی۔نواب اکرام رضا کی کار پر اسٹیشن کے متصل محلّہ میں محمود احمد صاحب دوکاندار کے ہاں چائے دوبارہ نوش کی گئی۔رامپوری حضرات چلے گئے حضرات کا مجمع ہوگیا اور مجیب صاحب بجنوری بھی حاضر ہوئے اور مولانا محمد صاحب سورتی کے والد کا ارادہ رائے پور جان کا تھا۔حضرت والاؒ اور ہم سب گاڑی پر سوار ہو کر دوپہر سے پہلے بانس بریلی پہنچے۔حکیم محمد صدیق صاحب کے ہاں سے کھانا کھانے حکیم عبدالرشید صاحب کے ہاں تشریف لے گئے اور ظہر کے بعد تک وہاں تشریف فرما رہے۔چائے کے بعد حکیم محمد صدیق صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔یہاں کی مجالس میں مولوی عبدالرؤف صاحب جمعیۃ العلماء کے گڈول مشن کے رکن بھی حاضر ہوتے رہے۔

بروز اتوار ۱۱رمحرم ۶۸ھ ۱۴رنومبر ۴۸ء بانس بریلی

صبح کی نماز قیام گاہ پر حکیم مختار احمد صاحب نے پڑھائی اور سیر کیلئے حضرت والاؒ نے فرمایا ادھر شاک کی طرف چلو حبیب الرحمٰن کو ایک جگہ دکھانی ہے اور دور ایک مسجد کے پاس ہم سب پہنچ گئے۔یہ مسجد آج کل خان بہادر والی کہلاتی ہے۔حضرت والاؒ نے فرمایا کہ جس زمانہ میں میں یہاں مدرسہ مصباح العلوم میں رہتا تھا،عرصہ غالباً پچاس کا ہوگیا ہوگا تو ایک طالب علم مولوی دین محمد صاحب اس مسجد میں امامت

کراتے تھے۔ وہ مجھ سے بعض منطق کی کتابیں بھی پڑھا کرتے تھے اور میں یہاں جنگل ہونے کی وجہ سے شام کو آجایا کرتا تھا۔ بارش کی وجہ سے ایک دفعہ رات کو بھی ٹھہرنا پڑ گیا تھا۔ اس مسجد کے متصل پرانا پختہ چبوترا ہے جس کے متعلق حضرت والاؒ نے فرمایا کہ اس مسجد کے جنوبی چبوترہ پر اس زمانہ میں سنا تھا کہ ۱۸۵۷ء میں نواب بریلی کچہری لگایا کرتے تھے اور پاس کے جنگل میں لگے تبر گھڑا تبر پڑا تبر والی فوج پریڈ کیا کرتی تھی۔ انگریز آئے تو ایک گولہ سے فوج بھاگ گئی اور نواب صاحب کو بوہڑ کے درخت پر پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ وہ بوہڑ اب نہیں رہا اس کا سایہ اس چبوترہ پر بھی پڑتا تھا۔ وہاں سے حضرت والاؒ اس مسجد کے حجرہ میں تشریف لے گئے بعدہ حضرت والاؒ نے فرمایا کہ اگر یہاں کے حضرات ساتھ نہ ہوتے تو مجھے اس مسجد کو پہچاننا مشکل ہوتا اور جنوب جانب کے میدان سے آگے سڑک سے آگے ایک قبرستان ہے۔ مولوی دین محمد صاحب نے اس زمانہ میں مجھے کہا کہ کچھ فاتحہ دلانے کیلئے مجھے بلا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ جاؤ قرآن ہی پڑھنا ہے مٹھائی ملے گی چلے گئے اور آکر کہا کہ وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم اس طرح فاتحہ دلاتے نہیں کہ جس کو ایصال ثواب کرنا ہے اس کی قبر کے ساتھ ہاتھ باندھ کر نماز کی طرح کھڑے ہو کر مٹھائی قبر اور تمہارے درمیان ہو اور پھر سجدہ بھی کیا جائے۔ میں نے مولوی دین محمد صاحب سے کہا کہ قرآن پڑھنا تو بدعت و دعت ہی تھا یہ تو شرک ہے چنانچہ وہ نہ آئے مگر ہم نے ان لوگوں کی فاتحہ خوانی دور سے دیکھی۔ قبر کے سامنے ہاتھ باندھ کھڑے ہیں نماز کی طرح ایک شخص کھڑا ہوا اور اس کے پیچھے لوگ صف بستہ اسی طرح کھڑے ہیں مٹھائی درمیان میں رکھی یہ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے تکبیر بھی کہی تھی یا نہیں مگر سب نے نماز کی طرح قبر کو سجدہ کیا۔ بہر حال حضرت والاؒ نے اپنے قیام بریلی کے کئی حالات بیان فرمائے۔ اور مولوی خدایار صاحب کے بارے میں فرمایا کہ ان کے وارث سب کچھ بیچ کر پاکستان چلے گئے ہیں اور اس سیر میں یہ بھی فرمایا کتب خانہ کے پاس جو ڈاکخانہ کے سامنے ہے۔ اس میدان میں تقسیم ہند سے پہلے ایک جلسہ حضرت مدنیؒ تقریر کیلئے تشریف لائے تھے۔ انتخابات کا موقع تھا، مخالفین نے سنگ باری کی کافی بڑے بڑے پتھر اور نوک دار برسائے، تارکول کے ڈرم اور کنستر وغیرہ جو ملا بجائے تا کہ لوگ سن نہ سکیں اور فرمایا کہ حضرت مدنیؒ

کی ان کی گستاخیوں کا نتیجہ بعد میں لوگوں کو بھگتنا پڑا۔ حضرت والاؒ اسی محلّہ میں قیام فرمائیں۔
ایک شخص کے جواب میں فرمایا یہ کوئی کمال نہیں۔ خیال کی قوت سے جس چیز پر کوئی شخص ڈالے وہ زلزلہ میں آجائے اور اس پر اثر ہوا۔ اگر کوئی شخص خیال باندھ کر چپکا بیٹھا رہے تو اس کے خیال میں زور پیدا ہو جاتا ہے۔ قدرتاً بعض لوگوں کی نگاہ میں زور ہوتا ہے۔ جسے نظر لگنا کہتے ہیں۔ نیز فرمایا نام بدلنے میں بشرطیکہ پہلا نام اچھا اور شرعاً درست ہو کوئی ضروری نہیں ہاں کسی بزرگ نے کہہ دیا تو بدلنے میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت نام میں اثر ہوتا ہے۔ مگر اکیلے نام سے انسان میں تبدیلی نہیں ہوتی اور تبدیل کرنے والے امور کے ساتھ اچھے نام کا بھی اثر انسان کے اخلاق واحساس کی تبدیلی میں دخل رکھتا ہے مگر مقدرات پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ حضرت والاؒ نے تصویب فرمائی۔ نیز حضرت والاؒ نے فرمایا کہ بعض بزرگوں کا قصہ ہے کہ ان کو کسی نے ستایا اور انہوں نے کامل برداشت سے برداشت کر لیا تو ستانے والے پر وبال فوراً پڑ گیا۔ حضرت مدنیؒ کے ستانے والوں پر بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ چنانچہ امرتسر میں اور جالندھر میں جو واقعات پیش آئے ان کی وجہ یہ بھی ہے کہ مولوی عبدالرؤف صاحب کو بھی پاکستان میں امرتسر کا ایک شخص غلام نبی نواب ممدوٹ کے ہاں ملا تھا اور اس نے بتایا کہ تھا کہ میں ہی وہ بدقسمت ہوں جس نے لاہور سے آئی ہوئی اطلاع پا کر امرتسر میں اسٹیشن پر مولانا کی گستاخی اور توہین کی تھی۔ ہمارا ارادہ مولانا کو قتل کر ڈالنے کا تھا۔ اب مجھے ندامت ہے اور میں اپنی عاقبت خراب پاتا ہوں۔ میں نے مولانا کو معافی کیلئے لکھا بھی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ آپ بھی میرے لیے ہندوستان پہنچ کر مولانا سے معافی کی سفارش کرنا اور مجھے موقع ہوا تو میں خود بھی حاضر ہو کر معافی مانگنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مولانا نے ایک پہلی تقریر کا حوالہ دیا کہ اسلام اور حالات حاضرہ پر بولنے کی خواہش کی گئی تھی اس کے ضمن میں ایک شعر تحریر فرمایا ہے

ہر کہ گیرد علتے علت شود

کفر گیرد کاملے ملت شود!

حضرت والاؒ نے میرے اس خیال کی تصویب فرمائی اور فرمایا کہ حضرتؒ کے پاس دو عرب آئے اور کچھ

طلب کیا۔ حضرتؒ نے ایک روپیہ پیش کر دیا۔ انہوں نے زیادہ کا مطالبہ کیا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ بس۔ اس پر وہ بڑے برہم ہوئے اور دیر تک حضرت کے سامنے ہی عربی میں حضرتؒ کو گالیاں اور سخت سخت گالیاں سناتے رہے۔ مگر حضرتؒ جیسے عالم حالات میں شگفتہ بیٹھے رہتے تھے بیٹھے رہے۔ ہم لوگوں کو غصہ آتا تھا مگر حضرت کی وجہ سے خاموش تھے۔ حضرتؒ میری طرف دیکھتے رہے مجھے بھی غصہ آرہا تھا اور چہرہ پر اس کا اثر آ گیا تھا۔ مگر حضرتؒ کے دیکھنے کی وجہ سے میں سنبھلا رہا اور حافظ صاحب کو بھی غصہ اتنا آیا کہ میرے کان میں کہا کہ جب یہ عرب باہر نکلیں گے تو ان کی خبر لوں گا بہت دیر ایسے ہی گزری تو حضرتؒ نے تین دفعہ ہاتھ کے اشارے سے اور زبان سے ان کو کہا کہ چپ چپ اس پر وہ بالکل خاموش ہو گئے اور شاید ان کو احساس ہو گیا کہ یہ لوگ باہر نکلنے پر ہم سے بدلہ نہ لیں وہ اسے رفو چکر ہوئے گویا کہ زمین میں سما گئے ہم میں سے کسی نے ان کو باوجود خیال نہ دیکھا کہ کدھر گئے ہیں۔ اور وہ ایسے گئے گویا تھے ہی نہیں۔ پھر معلوم نہیں کیا ہوا۔ دوسرے رات کو حضرت والاؒ نے مجھے فرمایا کہ مولوی صاحب عربوں کا واقعہ سمجھے میں نے فوراً نادم ہو کر عرض کیا کہ حضرت یہ میری تربیت تھی۔ حضرتؒ نے فرمایا چپ چُپ بھی ان کے حق میں شفقت تھی۔

عصر سے قبل کی مجلس میں بعض حاجی حضرات حاضر ہوئے جو اس سال حج کر کے آئے ہیں اور مکہ معظمہ سے ہوائی جہاز سے مدینہ منورہ گئے۔ سوا گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ میں یہ سفر طے ہوا۔ حضرت والاؒ نے اس پر بڑا اظہارِ مسرت فرمایا کہ اب ہوائی جہاز سے حج کا راستہ کھل گیا ہے۔ اور کمزور صحت اور ضعیف لوگوں کیلئے بھی حج کرنے کی آسانی ہو گئی۔

عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھایا گیا اور کافی دیر تک عام گفتگو بانس بریلی کے زمانہ طالب علمی میں بانس بریلی میں نمایاں تھے۔ اور مدرسہ مصباح العلوم اور دوسرے مدرسوں کا ذکر آیا۔

آج یہاں اس مکان کے نچلے حصہ میں مولانا آزاد سبحانی آٹھہرے جو یورپ کے سفر سے واپس آئے تھے۔ جو لیگی ذہن اور تحریک تقسیم ہند کے سرگرم رکن تھے۔

گوشۂ نفیس

مجلس حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب قدس سرہ

[۱۶؍ذوالحج ۱۴۱۵ھ ۱۶؍مئی ۱۹۹۵ء بروز منگل]

حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس اُوپر بیٹھک میں حاضری ہوئی، مولانا عبداللہ صاحب مہتمم مدرسہ دارالھدیٰ بھکر سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ اُن کے ہاتھ کا لکھا ہوا کسی کتاب کا دیباچہ پڑھ رہے تھے۔ مجھ سے فرمایا تم بھی سنو، مَیں نے عرض کیا جی ضرور سنوں گا۔ آپ نے بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا، دیباچہ میں بزرگانِ دیوبند اور حضرت رائے پوریؒ کے حالات و واقعات درج تھے۔

حضرت مولانا عبداللہ فاروقی کے یہاں حضرت رائے پوریؒ کا قیام:

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت جب لاہور تشریف لائے تھے تو مولانا عبداللہ فاروقی کے گھر ٹھہرا کرتے تھے۔ مولانا کا گھر بہت چھوٹا سا تھا اور لوگ بہت زیادہ ہو جاتے تھے اس وجہ سے جگہ بدلنی پڑی اور یہاں سے شملہ پہاڑی حاجی عبدالمتین صاحب کی کوٹھی میں منتقل ہو گئے۔ جب حضرت وہاں ٹھہرنے لگے تو مولانا عبداللہ فاروقیؒ کو بہت صدمہ ہوا، زار و قطار روتے ہوئے حضرت کے پاس پہنچے، حضرت نے جب جگہ بدلنے کی وجہ بتلائی اور مجبوری ظاہر کی تو اُن کی تسلی ہوئی۔

[۱۷؍ذوالحج ۱۴۱۵ھ ۱۷؍مئی ۱۹۹۵ء بروز بدھ]

حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس حاضری ہوئی، بھائی تنویر احمد شریفی صاحبؒ نے کراچی سے دو کتابیں حضرت کیلئے بھیجی تھیں وہ مَیں نے حضرت کو دیں، حضرت نچلی بیٹھک میں مالش کروا رہے تھے فرمایا اوپر چلتے ہیں چنانچہ اوپر چلے گئے اسی اثناء میں مولوی امداداللہ بھی آ گئے، مختلف اُمور پر باتیں ہوتی رہیں۔

حضرت سندھیؒ کا تذکرہ:

درمیان میں حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا تذکرہ آ گیا، مولوی امداد اللہ صاحب نے پوچھا کہ حضرت! آپ مولانا سندھیؒ کے آخر کے حالات کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا: مجھے حضرت سندھیؒ سے عقیدت اور محبت ہے، اصل بات یہ ہے کہ حضرت سندھیؒ نے گھر سے نکل کر جو دین کی خدمت کی ہے اور تکلیفیں اُٹھائی ہیں لوگوں کو اُن کا پتہ نہیں۔

فرمایا: گھر بیٹھ کر دین کی خدمت کرنا آسان ہے لیکن باہر نکل کر اپنے آپ کو مقابلہ کیلئے پیش کرنا بہت مشکل ہے۔ فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سندھیؒ کیمونسٹوں سے متاثر تھے یہ بالکل غلط ہے۔ فرمایا: آپ ماسکو گئے وہاں ایک بہت بڑا تربیت ہال تھا، اس میں ماہوار اجلاس ہوتے تھے اور کیمونزم سے لوگوں کو روشناس کرایا جاتا تھا۔ حضرت سندھی نے چند نوجوانوں کو اس کام کیلئے منتخب فرمایا کہ وہ اس ہال میں جا کر کارروائی سنا کریں۔ جب وہ ساری کارروائی سن کر حضرت سندھی کو بتاتے تو اس کی تردید میں زبردست تقریر فرماتے اور خوب خوب اس کا رد کرتے اور اُن کی ذہن سازی کرتے۔

فرمایا: آپ کیمونسٹوں سے متاثر نہیں تھے بلکہ اُن کے انقلاب کو دیکھ تلملاتے اور اُن کا جی چاہتا تھا کہ مسلمان بھی جلد از جلد ایسا انقلاب برپا کریں اور اسلام نافذ کریں اور اُنہیں اس کی دھن تھی۔

فرمایا: وہ بڑے عالم تھے ان کی علمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں جب ''الفرقان'' کا شاہ ولی اللہ نمبر شائع ہونے لگا تو آپ سے بھی مضمون لکھنے کی درخواست کی گئی اور آپ نے مضمون لکھا۔ حضرت سید سلیمان ندویؒ کی نظر سے جب وہ مضمون گزرا تو فرمایا آج پتہ چلا کہ حضرت سندھیؒ حکمتِ ولی اللٰہی کے کتنے بڑے عالم ہیں ہم تو اُنہیں کچھ اہمیت ہی نہیں دیتے تھے۔

فرمایا: مولانا سندھی نے ایک کتاب لکھی ہے ''التمھید لائمۃ التجدید'' اُسے پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کتنے بڑے عالم تھے اور آپ کا کتنا وسیع مطالعہ تھا۔

فرمایا: ہمیں حضرت سندھیؒ کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی تحریروں پر اعتماد ہے ہم صرف اُنہی کو معتبر سمجھتے ہیں باقی لوگوں نے جو اُن کی طرف منسوب کر کے باتیں لکھی ہیں اُن پر ہمیں کوئی اعتماد نہیں۔

فرمایا: حضرت سندھی بڑے مجاہد تھے، اُنہوں نے دین کے راستہ میں بڑی تکلیفیں برداشت کی ہیں، لیکن آپ کسی پر ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے ایک ساتھی تھے ظفر حسن ایبک اُنہوں نے آپ بیتی لکھی ہے اُس میں وہ ساری تکالیف ذکر کی ہیں۔

فرمایا: حضرت سندھیؒ کو جو تکالیف اور صدمات پہنچے اس کا اثر آپ پر بہت ہوا، اس لیے اخیر حالات میں اگر ان سے کچھ باتیں ایسی ویسی ہوئیں بھی تو ہم اُنہیں اُن میں معذور سمجھتے ہیں کسی صورت اُن پر تنقید کو اچھا نہیں سمجھتے۔

مسلم لیگ کا ذکر:

باتوں باتوں میں مسلم لیگ کا تذکرہ آگیا تو فرمایا ان پر خدا کی مار ہے انہیں کبھی بھی صحیح طرح سے حکومت نصیب نہیں ہوئی۔ ان کی تاریخ علماء کے خون سے رنگی ہوئی ہے، اگر حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ان کا ساتھ نہ دیتے تو انہیں کوئی جانتا بھی نہ۔

علامہ عثمانیؒ کا تذکرہ:

فرمایا: علامہ عثمانیؒ اپنے وقت کے بہت بڑے خطیب تھے زورِ خطابت سے لوگوں کے ذہن بدل دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف مولانا ابوالکلام، حضرت شاہ صاحب بخاری، حضرت مدنی رحمہم اللہ جیسے بڑے بڑے لوگ اور دوسری طرف تنہا علامہ عثمانیؒ لیکن میدان حضرت علامہ عثمانیؒ کے حق میں رہا۔

فرمایا: ہمیں یقین ہے کہ ہمارے اکابر میں سے جو کانگرس میں تھے وہ بھی مخلص تھے اور جو مسلم لیگ میں تھے وہ بھی مخلص تھے۔

فرمایا: علامہ عثمانیؒ نے پاکستان بنانے کے بعد کیا لیا؟ کچھ بھی نہیں، کراچی میں یک کچے پکے مکان میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت رائے پوری پاکستان تشریف لائے تو علامہ عثمانیؒ سے ملنے تشریف لے گئے، ملاقات ہوئی تو باتوں باتوں میں فرمایا حضرت! آپ نے پاکستان بس اس کیلئے بنایا تھا؟

فرمایا: لیگیوں کے پاس دلائل نہیں تھے دلائل کی عمارت علامہ عثمانیؒ نے قائم کی تھی۔

ہمارے بزرگوں کا اخلاص:

فرمایا: ہمارے بزرگوں کا اخلاص دیکھیے جب پاکستان بن گیا تو حضرت مدنیؒ نے حضرت احمد علی لاہوریؒ کو خط لکھا کہ اب چونکہ پاکستان بن گیا ہے اور ہمارے لیے اب اکٹھے رہ کر کام کرنا مشکل ہے اس لیے اب آپ علامہ عثمانیؒ کے ساتھ مل کر کام کیجیے۔

تقسیم کے موقع پر لالیانوالی کے حضرات کا قصہ:

فرمایا: سرگودھے کے قریب ایک گاؤں ہے ''لالیانوالی'' وہاں پانی پتی لوگ بہت رہتے ہیں اُن میں سے ایک صاحب نذیر احمد پانی پتی نے یہ قصہ خود مجھے سنایا کہ جب تقسیم ہوئی تو ہم لوگ پاکستان آنے کیلئے کیمپوں میں چلے آئے، جواہر لال کو پتہ چلا تو وہ ہمارے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگ یہاں سے نہ جاؤ ہم تمہیں ہر طرح کا تحفظ فراہم کرنے کیلئے تیار ہیں۔ ہم نہیں مانے، پھر گاندھی آیا اور اس نے بڑی ہی لجاجت سے کہا کہ آپ لوگ ہندوستان کو اپنا ملک سمجھیں آپ نہ جائیں (وجہ یہ تھی یہ لوگ کمبل بناتے تھے ان کے جانے سے کمبل سازی کی صنعت کو نقصان پہنچتا تھا) لیکن ہم نہیں مانے اور ہم نے کہا کہ ہم تو پاکستان ہی جائیں گے اُس نے کہا کہ اچھا ایک دفعہ مولانا ابوالکلامؒ سے مل لو پھر بے شک چلے جانا، ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے مولانا آزاد اُن دنوں دہلی میں تشریف فرما تھے اُن سے وقت لیا گیا آپ نے وقت دے دیا۔ ہم لوگوں نے ایک وفد ترتیب دیا اور مولانا کی خدمت میں پہنچے، ہر ایک نے اپنے پر بیتنے والے مصائب بیان کیے، مولانا ہر ایک کی بات پوری توجہ سے سنتے رہے درمیان میں بولے نہیں جب سب لوگ اپنے اپنے مصائب سنا چکے تو فرمایا آپ لوگ ضرور پاکستان جایئے اور یہ کہہ کر دعاء کے لیے ہاتھ اٹھا دیے دیر تک دعا کرتے رہے اور زار و قطار روتے رہے۔

[حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: چاروں ائمہ کی مثال ایسے ہے جیسے چار آدمی ایک باغیچہ میں جائیں اور خوبصورت پھولوں کے اپنے اپنے ذوق کے مطابق چار مختلف گلدستے بنا کر لے آئیں تو یہ چاروں گلدستے اُسی باغیچے کے کہلائیں گے۔]

والعصر ان الانسان لفی خسر

اپنے نیک اعمال کی حفاظت کیجیے

دنیا دار العمل ہے، یہاں انسان اپنی زندگی میں مختلف طرح کے کام کرتا ہے جن سے اس کا ضرور کوئی مقصد ہوتا ہے، وہ دنیا میں جو بھی محنت کرتا ہے خواہ وہ دنیا کے لیے ہو یا آخرت کے لیے، اس لیے کرتا ہے کہ اس کا پھل کھائے لیکن بسا اوقات انسان کوئی محنت کرنے کے باوجود بھی اس کا مقصد اور پھل حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے اور وہ مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ عام طور پر اس کی وجہ دوسرے انسانوں کی طرف سے ظلم وزیادتی ہوتی ہے کہ وہ محنت کرنے والے کی محنت کے معاوضہ کو دبا لیتے ہیں اور ایک صحیح محنت کرنے والا بھی ظالموں کے ہاتھوں اپنی محنت کا پھل کھانے سے محروم ہو جاتا ہے۔

قیامت کے روز بہت سے لوگوں کے اعمال ضائع کردیئے جائیں گے

قیام کے روز بھی جہاں محنتوں کے معاوضے اور پھل عنایت کرنے والے اللہ تعالیٰ ہوں گے بہت سے لوگ اپنے اعمال کو جزاء اور محنتوں کے پھل سے محروم کردیئے جائیں گے۔ (الفرقان، ۲۳) لیکن اس کی وجہ ظلم وزیادتی اور حق تلفی قطعاً نہیں ہوگی اس لیے کہ وہاں اعمال کی جزاء وسزا اور اعمال کے باثمر یا بے ثمر ہونے اور محنتوں کا پھل دینے یا اس سے محروم کرنے کا فیصلہ وہ ذات فرمائے گی جس کی شان یہ ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَّاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا'' بے شک اللہ تعالیٰ حق نہیں رکھتا کسی کا ایک ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اس کا وہ دونا کر دیتا ہے اور دیتا ہے اپنے پاس سے بڑا ثواب۔ (النساء: ۴۰)

اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلانات فرمائے ہیں: ''وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا'' اور ان پر ظلم نہ ہوگا تاگے برابر۔ ''مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ'' بدلتی نہیں بات میرے پاس اور میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر۔ قیامت کے دن کی جزا وسزا سے متعلق اللہ تعالیٰ کے ان کریمانہ اعلانات سے معمولی سے معمولی زیادتی اور حق تلفی کی گنجائش بھی ختم ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز جو حبط اعمال (اعمال کا ضائع ہونا) ہوگا۔ اس کا سبب فیصلہ کرنے والے کی طرف سے ظلم وزیادتی نہیں ہوگی بلکہ خود انسان کی اپنی بہت سی غلطیاں اور کوتاہیاں اس کا سبب بنیں گی۔

قیامت میں حبط اعمال کے اسباب

کفروشرک: انسان کے اعمال کو آخرت میں بے کار کردینے والی سب سے بڑی چیزیں کفر وشرک ہیں، کفروشرک کے ہوتے ہوئے بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابل قبول اور کالعدم ہوجاتا ہے، کفار ومشرکین بظاہر کتنے ہی اچھے کام کیوں نہ کرلیں، دولتِ ایمان وتوحید سے محرومی کے سبب آخرت کے اجروثواب سے محروم رہیں گے اور وہاں کے لحاظ سے ان کے اعمال ایسے بے قدروقیمت ہوں گے جیسے اڑتی ہوئی خاک (الفرقان،۲۳) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کفروشرک کی اس خطرناک کیفیت وتاثیر سے (جو اچھے کاموں کو بھی کالعدم کردیتی ہے) جابجا آگاہ فرمایا ہے حتی کہ انبیاء کرام کو بھی تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ اگر خدانخواستہ انہوں نے شرک کا ارتکاب کردیا تو ان کے اعمال بھی ضاء کردیئے جائیں گے۔ (الانعام،۸۸۔الزمر،۶۵)

شرک کی چونکہ بہت سی قسمیں ہیں اور شرک جیسا اور جس قسم کا بھی ہو، اعمال کو بیکار کردیتا ہے، اس لیے ہر طرح کے شرک کو سمجھنے اور اس سے دور رہنے کی سخت ضرورت ہے تاکہ قیامت کے روز اس انتہائی اندوہناک اور تکلیف دہ مایوسی سے بچا جاسکے جس میں بہت سے وہ لوگ مبتلا ہوں گے جن کے اعمال کفروشرک کے سبب ان کی توقع کے برعکس ضائع کردیئے جائیں گے۔

شرک صرف یہ ہی نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو برابر اور شریک مان کر اس کی عبادت اختیار کرلی جائے بلکہ اللہ کو سب سے بالاتر مانتے ہوئے بھی اس کی کسی صفت کی نسبت کسی اور کی طرف کرنا یا کسی اور کو اس کی کسی صفت میں کسی درجہ کا بھی شریک وحصہ دار قرار دینا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لیے پکارنا اور غیر اللہ سے استعانت کرنا سب شرک ہے۔

کفار کی اطاعت بھی شرک ہے

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں کفار کی اطاعت کرنا بھی شرک ہے، ایسا کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں مشرکوں میں شمار ہونے لگتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَاِنْ اَطَعْتُمُوْھُمْ اِنَّکُمْ لَمُشْرِکُوْنَ“ اگر تم ان کا کہنا مانو گے تو تم بھی مشرک ہوئے۔ (الانعام،۱۲۱)

اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مقابلہ میں اپنی خواہشات کی اتباع بھی شرک ہے

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی مرضی کے مقابلہ میں اپنے نفس کی خواہش اور مرضی

کوترجیح دے کراس پر چلتے ہیں، ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ'' بھلا دیکھو تو اس شخص کو جس نے پوجنا اختیار کیا اپنی خواہش کا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ نفسانی خواہش کی اتباع بھی شرک ہے، شرک کی ان تمام قسموں میں سے جو بھی اختیار کی گئی وہ اعمال کے بیکار ہو جانے کا سبب بن جائے گی۔

نفاق: حبط اعمال کا ایک سبب ''نفاق'' ہے، نفاق کا مطلب ہے زبان سے اسلام کی سچائی کا اقرار کرنا اور اسلام اور مسلمانوں سے ہمدردی اور خلوص کا دم بھرنا لیکن دل میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے بغض، کدورت، بدخواہی اور مخالفت کا جذبہ رکھنا۔ نفاق اعمال کو برباد کر دیتا ہے محض ظاہری اسلام سے نفع کی امیدیں رکھنے والے دھوکے میں پڑے ہوئے قیامت کے دن انہیں مایوس ہونا پڑے گا۔

قتل انبیاء و اہل حق: اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور دوسرے اہل حق برگزیدہ بندوں کو قتل کرنا اور انہیں تکلیفیں پہنچانا بھی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے جن لوگوں نے انبیاء اور اہل حق ناصحین کے خون میں ہاتھ رنگے اور انہیں تکالیف پہنچائیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے کہ وہ دنیا اور آخرت کی کامیابی سے محروم کر دیے گئے اور آخرت میں ان کی تمام کوششیں بیکار کر دی جائیں گی اور جب وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انہیں کوئی مددگار نہیں مل سکے گا۔

اللہ تعالیٰ کی آیات اور آخرت کی تکذیب: اللہ تعالیٰ کی آیات اور قیامت کے دن پر یقین نہ رکھنا اور ان میں شکوک وشبہات پیدا کرنا انسان کو ایمان سے محروم کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے اچھے اعمال برباد ہو جاتے ہیں، مندرجہ ذیل آیتوں میں یہی حقیقت بیان ہوئی ہے۔

قرآن مجید اور رضائے الٰہی کو ناپسند کرنا: قرآن مجید سے تنفر و بیزاری یا دل میں اس طرح کے خیالات رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ناپسند کر کے اس کی ناراضگی کے راستہ کو اختیار کرنا اچھے اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنا خواہ زبان سے ہو یا دل سے اور آپ کی ہدایات اور سنتوں کی خلاف ورزی کرنا اور ان پر عمل کرنے میں عار محسوس کرنا وہ قبیح حرکت ہے جو اچھے اعمال کو برباد کر دیتی ہے اور ایسے لوگ آخرت میں اجر و ثواب سے محروم کر دیے جائیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی: اچھے اعمال کو ضائع کر دینے والی چیزوں میں سے ایک

چیز حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بے ادبی اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے اونچی آواز میں بولنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے کہ ایسی حرکت کرنے سے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اسی ارشاد سے دیندار اور اہل حق اکابر کے ادب واحترام کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور تمام اہل حق اکابر کا ادب واحترام ملحوظ رکھیں اور ان کی شان میں معمولی سے معمولی گستاخی کرنے سے بھی اپنے آپ کو بچائیں تا کہ کہیں ان کی نیکیاں ضائع نہ ہو جائیں اور اس طرح وہ قیامت کے روز اپنی محنت کا پھل کھانے سے محروم ہو جائیں۔

صرف دنیا اور اس کے اسباب زینت کی خواہش وطلب: آخرت سے آنکھیں بند کر کے صرف اور صرف دنیا اور اس کی زینت کے اسباب کو اپنا مقصود بنا کر اس کے حصول میں لگے رہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا تو مل جاتی ہے لیکن ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور ان کے جو کام اچھے ہوتے ہیں ان کے عوض انہیں دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے اور آخرت کے اعتبار سے وہ کالعدم کر دیئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان لوگوں کو آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے فرمایا گیا ہے جن کی بھاگ دوڑ کا محور صرف دنیا ہے اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ بہت ہی اچھا کر رہے ہیں۔

بے حیائی: بے حیائی بھی انسانی اعمال کو بیکار کر دیتی ہے، اس کی وجہ سے اچھے اعمال کی برکتیں ختم ہو جاتی ہیں، سورۂ مائدہ آیت ۵ میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے کھانے اور پاکدامن مسلمان اور کتابیہ عورتوں کو مسلمانوں کے لیے حلال قرار دیا اور ساتھ ہی عورتوں کے حلال ہونے اور ان سے نفع اٹھانے کی یہ صورت بیان فرمائی کہ وہ عورتیں نکاح میں لائی جائیں اور ان کا مہر بھی ادا کیا جائے۔ محض قضاء شہوت اور جنسی تسکین کے لیے خفیہ آشنائی اور چھپی ہوئی دوستی نہ کی جائے (جو بڑی بے حیائی کی بات ہے) اس کے بعد فرمایا جو ایمان کا کفر کرے گا تو اس کا عمل ضائع ہو جائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ بے حیائی کے کام یعنی محض جنسی تسکین کے لیے دوستیاں کرنا اور صرف قضاء شہوت کے لیے اہل کتاب کی عورتوں پر مفتون ہونا ایمان کے کفر وانکار کے مترادف ہیں اور آخرت میں حبط اعمال کا سبب ہیں۔ یہ

ارشاد تو آخرت کے سلسلہ میں ہے، بے حیائی اچھے اعمال کی دنیوی برکتوں اور نورانیت کو بھی ختم کر دیتی ہے، بے حیائی میں زنا کے تمام ابتدائی مراحل بھی شامل ہیں مثلاً غیر محرم کی طرف عمداً نظر کرنا، برے ارادے سے اس سے بات کرنا، ہاتھ لگانا، پکڑنا، بوس وکنار کرنا وغیرہ۔ یہ تمام کام انسانی اعمال سے نورانیت اور برکت کی تاثیر کو ختم کر دیتے ہیں جو شخص نیک کام بھی کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مندرجہ بالا اقسام کی بے حیائیوں یا کسی ایک بے حیائی کو بھی اختیار کیے ہوئے ہے اس کے نیک اعمال کا ماحول پر کوئی بہتر اثر نہیں پڑتا اور نہ ہی خود اسے اپنے اعمال کے فوائد محسوس ہوتے ہیں۔

حرام خوری: حرام خوری بھی وہ مہلک جرم ہے جو انسانی اعمال کی قدر و قیمت کو ختم کر کے آخرت میں اس کے نقصان وخسران میں مبتلا ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حرام خوری اور ناجائز طریقوں سے مال کمانے کی ممانعت کو کثرت کے ساتھ بیان فرمایا ہے، سورۂ مطففین میں ان لوگوں کی تباہی کی خبر دی گئی ہے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کی یاددہانی کرائی گئی ہے تاکہ وہ اس برے عمل کے تباہ کن نتائج سے باخبر ہو کر اسے چھوڑ دیں اور دوسرے لوگ بھی اس معاشرتی برائی سے دور رہیں۔

شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی کرنے کی عادی تھی اس لیے انہوں نے دعوتِ توحید کے بعد تبلیغ کا سارا زور اس مہلک معاشرتی مرض کی اصلاح پر صرف کیا اور انتہائی مؤثر انداز میں قوم کو اس ہلاکت خیز اور فساد انگیز بے راہ روی کو چھوڑ دینے کی نصیحت کی لیکن قوم نے انہیں جھٹلا دیا اور ان کی نصیحت پر عمل کرنے میں اپنا معاشی نقصان سمجھتے ہوئے اسے مسترد کر دیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب میں مبتلا کیا اور قرآن مجید میں ان کے متعلق یہ ارشاد فرمایا: "اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ" جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی نقصان میں پڑے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام طریقوں سے مال حاصل کرنا اور کھانا دنیا و آخرت میں برے نتائج کا باعث ہے۔

حرام خوری اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان اور اس کے اعمال دونوں کو بے قدر و قیمت بنا دیتی ہے اور انسان کے اچھے اعمال کی برکت اور اچھی تاثیر کو ختم کر دیتی ہے، کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے

ہوئے عجز وانکساری کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنے اندر اضطراری کیفیت پیدا کر کے اس سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا کو ضرور قبول فرماتے ہیں اور اس کی حاجت کو پورا فرماتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ایسا کرنے والا شخص حرام خوری سے مکمل پرہیز کرتا ہو۔ حرام خوری اتنا منحوس کام ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے انسان کتنی ہی بندگی کیوں نہ کرے اور اللہ کے سامنے کیسی ہی عاجزی اور محتاجی کا مظاہرہ کیوں نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔

ریاکاری: ریاکاری اچھے اعمال کو اسی طرح برباد کر دیتی ہے جس طرح شرک، کیونکہ ریاکاری بھی ایک طرح کا شرک ہے، ریاکار آدمی تو دوسروں کی رضا وخوشنودی کے لیے عمل کرتا ہے یا دوسروں سے داد اور تعریف حاصل کرنے کے لیے، اسی لیے وہ عمل دکھا کر کرتا ہے، اس کے عمل کی بنیاد میں اخلاص یعنی رضاءِ الٰہی کے حصول کا جذبہ نہیں ہوتا جو توحید کی خصوصیت وعلامت ہے، اس لیے اس کا یہ عمل شرک قرار پاتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔

ریاکاری انسان کے عمل کو بیکار کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا، فرمایا ریاکار کے عمل کی مثال ایسے ہے جیسے ایک صاف پتھر ہو اور اس پر مٹی ہو، کوئی شخص اس مٹی میں دانہ بوئے تاکہ وہ اس سے غلہ حاصل کرے لیکن اس پتھر پر زور کی بارش ہو جائے اور وہ بارش مٹی کو اور جو کچھ اس میں ہو سب کو بہا کر پتھر کو صاف وشفاف چھوڑ دے اور پتھر پر کاشت کرنے والا دیکھتا رہ جائے۔

کسی کے ساتھ بھلائی کرنے کے بعد احسان جتلانا اور تکلیف پہنچانا: ریا ہی کی طرح صدقہ وخیرات یا کسی کے ساتھ کوئی اور بھلائی کرنے کے بعد اس کو احسان جتلانا یا اسے تکلیف پہنچانا نیکی کو ضائع کر دیتا ہے، سورۂ بقرہ میں جہاں اللہ تعالیٰ نے ریاکاری کی مذمت فرمائی ہے، اس سے پہلے احسان جتلانے اور بھلائی کرنے کے بعد تکلیف پہنچانے کی بھی مذمت فرمائی ہے اور ریا ہی کی طرح اسے بھی صدقہ واحسان اور نیکی کو باطل کر دینے والا عمل قرار دیا ہے۔

مضمون ہذا میں قرآن مجید کی روشنی میں اُن بارہ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جو انسان کے اچھے اعمال کو ضائع کر دیتی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان سے بچے تاکہ انہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب ”اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا“ کہ تم اپنی نیکیوں کا معاوضہ دنیا ہی میں حاصل کر چکے ہو۔ سن کر ہمیشہ کی مایوسی اور حسرت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اصحاب بدر کے فضائل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہؓ کے قصہ میں (مفصل قصہ میں) حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''تحقیق اللہ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی اور یہ کہہ دیا کہ جو چاہے کرو جنت تمہارے لیے واجب ہو چکی ہے۔'' (بخاری شریف باب فضل من شہد بدرا)

معاذ اللہ۔ اعلموا ما شئتم (جو چاہے کرو) سے اہل بدر کو گناہوں کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ ان کے صدق اور اخلاص کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بارگاہِ خداوندی میں اہل بدر کی مخلصانہ جانبازی اور محبانہ اور والہانہ سرفروشی مسلّم ہو چکی ہے۔ مرتے دم تک ان لوگوں کا قدم جادۂ محبت و وفا سے کبھی ڈگمگانے والا نہیں۔ ان کے قلوب اللہ اور اُس کے رسول کی محبت اور اطاعت سے لبریز ہیں۔ معصیت اور نافرمانی کی ان کے دلوں میں کہیں گنجائش نہیں، اگر بمقتضائے بشریت کسی وقت کوئی معصیت صادر ہو جائے گی تو فوراً توبہ اور استغفار کی طرف رجوع کریں گے بہر حال اہل بدر جو کچھ بھی کریں جنت ان کیلئے واجب ہے اور اگر بالفرض بمقتضائے بشریت معصیت کر بیٹھیں گے تو فوراً توبہ اور استغفار تضرع اور ابتہال کریں گے۔ جس سے ان کیلئے جنت اور مغفرت واجب ہو جائے گی بلکہ عجب نہیں کہ اور درجے بلند ہو جائیں جیسا کہ آدم علیہ السلام کے توبہ سے اور درجے بلند ہوئے۔ تفصیل کیلئے مدارج السالکین کی مراجعت کریں)۔

بارگاہِ خداوندی سے اعملوا ما شئتم کا خطاب اُنہیں حضرات کو ہو سکتا ہے جن کے قلوب حق جل وعلا کی محبت وعظمت، خوف وخشیت رغبت اور ہسبت سے لبریز ہوں اور ایسے ہی جنت کی بشارت ان لوگوں کو دی جاتی ہے جن کو ہر وقت اپنے نفس سے نفاق کا اندیشہ رہتا ہو۔ (ہذا توضیح ما قالہ الحافظ ابن قیم فی شرح ہذا الحدیث فی کتاب الفوائد ص ١٦)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بدر میں حاضر ہوا وہ ہرگز جہنم میں نہ

جائیگا۔"

یہ حدیث مسند احمد میں ہے سند اس کی شرط مسلم پر ہے۔ فتح الباری ص ۲۳۷ ج ۷ باب فضل من شہد بدرا۔

رفاعۃ رافعؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ آپ اہل بدر کو کیا سمجھتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا سب سے افضل اور بہتر۔ جبرئیلؑ نے کہا اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے سب فرشتوں سے افضل اور بہتر ہیں۔ (صحیح بخاری باب شہود الملائکۃ بدرا)

تعداد بدریین

حضرات بدریین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعداد میں روایتیں مختلف ہیں مشہور قول یہ ہے کہ تین سو تیرہ تھے۔

اشتباہ اور اختلاف کی وجہ سے محدثین کے اقوال مختلف ہیں۔ حافظ ابن سید الناس نے عیون الاثر میں سب کو جمع کر دیا اور تین سو تریسٹھ (363) نام شمار کرائے تاکہ کسی قول کی بنا پر بھی کوئی نام رہنے نہ پائے۔ احتیاطاً سب کو ذکر کر دیا۔ یہ مطلب نہیں کہ بدریین کی تین سو تریسٹھ ہے۔ مسند احمد اور مسند بزار اور معجم طبرانی میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اہل بد تین سو تیرہ (313) تھے۔

ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر کے کیلئے روانہ ہوئے تو کچھ دور چل کر اصحاب کو شمار کرنے کا حکم دیا۔ جب شمار کیے گئے تو تین سو چودہ تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا پھر شمار کرو۔ دوبارہ شمار کر رہی رہے تھے کہ دور سے دُبلے اونٹ پر ایک شخص سوار آتا ہوا نظر آیا۔ اُس کو شامل کر کے تین سو پندرہ (315) ہوئے۔ (رواہ الطبرانی والبیہقی)

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ جب بدر کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو تین سے پندرہ آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ (رواہ البیہقی واسنادہ حسن)

یہ تین روایتیں ہیں لیکن حقیقت میں سب متفق اور متحد ہیں اس لیے کہ اگر اُس آخری شخص اور نبی اکرم ﷺ کو بھی شمار کیا جائے تو تین سو پندرہ تھے۔ اور اگر اُس آخری شخص اور آپ کی ذات بابرکات علیہ افضل الصلوات والتحیات کو اصحاب کے ساتھ شمار نہ کیا جائے تو پھر تعداد تین سو تیرہ ہے۔ اس سفر

میں کچھ صغیر السن یعنی کم عمر بچے بھی آپ کے ہمراہ تھے جیسے براء بن عاز، عبداللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ مگران کو قتال کی اجازت نہ تھی۔

مگران کم سن بچوں کو بھی بدر میں شمار کرلیا جائے تو پھر تعداد تین سوانیس (319) ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ اہل بدر میں تین سوانیس تھے۔

براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن میں اور ابن عمر چھوٹے سمجھے گئے۔ اُس روز مہاجرین ساٹھ سے کچھ اوپر تھے اور انصار دو سو چالیس سے کچھ زائد تھے۔ (بخاری شریف)

براء بن عازب فرماتے ہیں ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اصحاب بدر تین سو دس (310) سے کچھ زیادہ تھے، جتنے طالوت کے ساتھ تھے جنہوں نے ہر کو پار کیا۔ اور خدا کی قسم! نہر سے وہی لوگ پار ہوئے جو بڑے پکے مومن اور مخلص تھے۔ (بخاری شریف)

یہ تمام تفصیل فتح الباری عدۃ اصحاب بدر ص ۲۲۶، ج ۷ میں مذکور ہے۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کیلئے ستر (70) جن بھی حاضر ہوئے تھے۔

آٹھ آدمی ایسے تھے کہ جو اس غزوہ میں کسی وجہ سے شریک نہ ہوسکے لیکن اہل بدر میں شمار کیے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ عطا فرمایا۔

(۱) عثمان بن عفانؓ۔ ان کو رسول اللہ ﷺ حضرت رقیہ کی علالت کی وجہ سے مدینہ چھوڑ گئے تھے۔

(۲) (۳) طلحہ اور سعید بن زیدؓ۔ ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے قافلہ کے تجسس کیلئے بھیجا تھا۔

(۴) ابولبابہ انصاریؓ کو روحاء سے مدینہ پر اپنا قائمقام بنا کر واپس فرمایا۔

(۵) عاصم بن عدیؓ کو عوالی مدینہ پر مقرر فرمایا۔

(۶) حارث بن حاطبؓ۔ بنی عمرو بن عوف کی طرف سے آپ کو کوئی بات پہنچی تھی اس لیے آپؐ نے حارث بن حاطب کو بنی عمرو کی طرف واپس بھیجا۔

(۷) حارث بن صمہؓ ان کو رسول اللہ ﷺ نے چوٹ آنے کی وجہ سے مقام روحا سے واپس فرما دیا تھا۔

(۸) خوات بن جبیرؓ۔ پنڈلی میں چوٹ آنے کی وجہ سے مقام صفراء سے واپس کر دیئے گئے تھے۔

یہ ابن سعد کا بیان ہے، مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر کا بھی حصہ لگایا جو اس

وقت حبشہ میں تھے۔اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن مالکؓ یعنی سہلؓ کے والد نے راہتہ میں انتقال فرمایا۔اور صبیح مولی احیحہ بیماری کی وجہ سے واپس ہوئے۔(فتح الباری ص ۴۰۹ ج ا،باب عدۃ اصحاب بدر)

اسماء شہدا بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوعنہ

مسکن گریہ برگور مقتول دوست

بروخرمی کن کہ مقبول اوست (سعدیؒ)

(ا) عبیدۃ بن الحارث بن مطلب مہاجریؓ

معرکہ بدر میں پیر کٹ گیا تھا مقام صفراء میں پہنچ کر وفات پائی۔رسول اللہ ﷺ نے وہیں دفن فرمایا۔بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ رسولؐ نے اپنے اصحاب کے ساتھ مقام صفراء میں نزل فرمایا۔صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم یہاں مشک کی خوشبو پاتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا تعجب کیا ہے یہاں ابو معاویہؓ کی قبر ہے۔(ابو معاویہ حضرت عبیدۃ بن الحارث کی کنیت ہے)استیعاب للحافظ ابن عبدالبر ص ۴۴۵ ترجمہ عبیدۃ بن الحارث بر حاشیہ اصابہ

(۲) عمیر بن ابی وقاص مہاجریؓ

یہ سعد بن ابی وقاصؓ کے چھوٹے بھائی ہیں۔سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جب بدر کیلئے لوگ جمع ہوئے تو میں نے بھائی عمیر کو دیکھا کہ ادھر اُدھر چھپتا پھرتا ہے،میں نے کہا اے بھائی! تجھ کو کیا ہوا؟ کہا مجھ کو اندیشہ یہ ہے کہ رسول اللہ مجھ کو دیکھیں اور چھوٹا سمجھ کر واپس فرمادیں اور میں جانا چاہتا ہوں،شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو شہادت نصیب فرمائے۔جب رسول اللہ ﷺ نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو عمیر بھی پیش کیے گئے۔آپؐ نے صغیر السن ہونے کی وجہ سے واپسی کا حکم دیا۔عمیر یہ سن کر رو پڑے،آپؐ نے ان کا یہ ذوق وشوق دیکھ کر اجازت دے دی۔بالآخر جنگ میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔عمرؓ کی اس وقت سولہ سال کی تھی۔طبقات ابن سعد ص ۱۰۶ ج ۳ قسم اوّل بدریین مہاجرین واصابہ ص ۳۵ ج ۳ ترجمہ عمیرؓ۔

(۳) ذوالشمالین بن عبد عمرو مہاجریؓ

امام زہری اوران سعد نے اور ابن سمعانی فرماتے ہیں کہ ذوالیدین اور ذوالشمالین ایک ہی شخص کے

دونام ہیں اور جمہور محدثین کے نزدیک دو شخص ہیں۔ذوالشمالینؓ تو جنگ بدر میں شہید ہوئے اور ذوالیدین رسولؐ کے بعد بھی زندہ رہے۔

(۴) عاقل بن بن البکیر مہاجریؓ

سابقین اولین میں سے ہیں دارارقم میں مشرب باسلام ہوئے پہلا نام ان کا غافل تھا۔رسول اللہ ﷺ نے بجائے غافل کے عاقل نام رکھا۔اصابہ ص ۲۴۷ ج ۲ ترجمہ عاقبل بن بکیرؓ۔مشرف باسلام ہونے سے قبل آخرت سے غافل اور بے خبر تھے۔اسلام لانے سے عاقل اور ہوشیار بنے اس لیے ان کا یہ نام تجویز فرمایا۔واللہ اعلم۔غزوۂ بدر میں شہید ہوئے ،عمر اس وقت چونتیس (34) سال کی تھی۔طبقات ابن سعد ص ۲۸۲ ج ۲ قسم اول

(۵) مہجع بن صالح مولی عمر بن الخطابؓ

سعید بن میسّب سے منقول ہے کہ قتال کے وقت حضرت مہجع کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

اَنَامِهْجَعُ وَاِلٰى رَبِّىْ اُرْجَعُ

''میں مہجع ہوں اور اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والا ہوں۔''(رواہ ابن ابی شیبہ) کنز العمال ص ۲۶۹ ج ۵)

(۶) صفوان بن بیضاء مہاجریؓ

بدری ہونا تو انکا مسلّم ہے لیکن غزوۂ بدر میں انکا شہید ہونا مختلف فیہ ہے۔ابن اسحٰق اور موسی بن عقبہ اور ابن سعد کہتے ہیں غزوۂ بدر میں طعیمۃ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ابن حبان کہتے ہیں ۳۰ھ میں اور حاکم کہتے ہیں ۳۸ھ میں وفات پائی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۲۱ اصابہ ترجمہ صفوان بن بیضاءؓ

(۷) سعد بن خیثمہ انصاریؓ

صحابی اور صحابی کے بیٹے شہید اور شہید کے بیٹے۔سعد غزوۂ بدر یں شہید ہوئے اور باپ یعنی خیثمہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔

حضرت سعد بن بیعت عقبہ میں بھی شریک تھے۔رسول اللہ ﷺ نے بنی عمرو کا ان کو نقیب بنایا تھا۔(اصابہ)

رسول اللہ ﷺ نے جب عیر ابی سفیان کیلئے خروج کا حکم دیا تو خیثمہؓ نے سعد سے کہا اے بیٹا ہم میں سے

ایک کا بچوں اور عورتوں کی حفاظت کیلئے گھر رہنا ضروری ہے۔تم ایثار کرو اور مجھ کو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جانے کی اجازت دو اور تم یہاں ٹھہرو۔اس پر سعدؓ نے صاف انکار کر دیا اور یہ عرض کیا: ''جنت کے سوا اگر اور کوئی معاملہ ہوتا تو ضرور ایثار کرتا اور آپ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا لیکن میں اس سفر میں اپنے شہید ہونے کی قوی امید رکھتا ہوں۔''

بعد ازاں باپ اور بیٹے کے مابین قرعہ اندازی ہوئی۔قرعہ سعد کے نام پر نکلا۔بیٹے باپ سے زیادہ خوش نصیب نکلے اور شاداں فرحاں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔معرکۂ بدر میں عمرو بن عبدود یا طعیمۃ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔(طبقات بن سعد ص ۷۴ ج ۳ قسم ثانی)

(۸) مبشر بن عبدالمنذر انصاریؓ

(۹) یزید بن حارث انصاریؓ

(۱۰) عمیر بن الحمام انصاریؓ

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن یہ ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اٹھو جنت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔'' عمیر بن حمامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جنت کا عرض آسمان اور زمین کی برابر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! بخٍ بخٍ (واہ واہ) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمیر! کس چیز نے تجھ کو بخ بخ کہنے پر آمادہ کیا؟ عمیرؓ نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم کچھ بھی نہیں مگر صرف یہ اُمید کہ شاید میں بھی جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔آپؐ نے فرمایا بلاشبہ تو اہل جنت سے ہے۔بعد ازاں کھجوریں نکال کر کھانا شروع کیں مگر فوراً پھینک دیں اور یہ کہا کہ اگر ان کے کھانے میں مشغول ہو گیا تو پھر زندگی بڑی طویل ہے اور کھجوریں پھینک کر قتال میں مشغول ہو گئے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ عمیرؓ نے تلوار ہاتھ میں لی اور یہ کلمات ان کی زبان پر تھے:

''اللہ کی طرف بغیر توشہ ہی کے دوڑو۔مگر تقوٰی اور عمل آخرت اور جہاد فی سبیل اللہ پر صبر کا توشہ ضرور ہمراہ لے لو۔اور ہر توشہ معرض فنا میں ہے۔مگر تقویٰ اور بھلائی اور رشد کا توشہ کبھی نہ خراب ہو سکتا ہے اور نہ فنا۔''

(استیعاب للحافظ ابن عبدالبرص ۴۸۲ ج ۲ حاشیہ اصابہ واصابہ ص ۳۱ ج ۲ ترجمہ عمیر بن حمامؓ زرقانی ص ۴۴ ج ۱ البدایۃ والنہایۃ ص ۲۷۷ ج ۳)

(۱۱) رافع بن معلّی انصاریؓ

عکرمۃ بن ابی جہل کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ (اصابہ ۱۲)

(۱۲) حارثہ بن سراقہ انصاریؓ

حارثہ بن سراقہ بن حارثؓ صحابی اور صحابی کے بیٹے، شہید اور شہید کے بیٹے۔ بیٹے یعنی حضرت حارثہ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے اور حضرت سراقہ غزوۂ حنین میں۔ (فتح الباری ص ۲۳۷ ج ۷ باب فضل من مشہد بدرا)

حضرت انس سے مروی ہے کہ حارثہ بدر میں شہید ہوئے اور وہ نوجوان تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ بدر سے واپس تشریف لائے تو حارثہ کی والدہ رُبیع بنت نضر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو خوب معلوم ہے کہ مجھ کو حارثہ سے کس قدر محبت تھی۔ پس اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھوں۔ اور اگر دوسری صورت ہے تو پھر آپ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کروں گی یعنی خوب گریہ وزاری کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا دیوانی ہوگئی۔ ایک جنت نہیں اُس کیلئے بہت سی جنتیں ہیں اور تحقیق وہ بلاشبہ جنت الفردوس میں ہے۔ (صحیح بخاری غزوۂ بدر)

(۱۳) عوف بن حارث انصاریؓ اور

(۱۴) معوذ بن حارث انصاریؓ یہ دونوں بھائی ہیں والدہ کا نام عفراء ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جو اصحاب بدر میں شہید ہوئے حق جل وعلا نے ان پر تجلی فرمائی اور اپنے دیدار پُر انوار سے اُن کی آنکھوں کو منور فرمایا اور کہا:

اے میرے بندو! کیا چاہتے ہو؟

اصحاب نے عرض کیا: اے پروردگار! جس نعمائے جنت سے تو نے ہم کو سرفراز فرمایا کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے؟ حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ چوتھی مرتبہ اصحاب نے یہ عرض کیا: اے پروردگار! یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دی جائیں تاکہ پھر تیری راہ میں قتل ہوں جیسے اب قتل ہوئے۔ (رواہ الطبرانی درجالہ ثقات)

مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد پر سب سے پہلا فتوائے تکفیر تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں

قومی اسمبلی پاکستان ۱۹۷۴ء میں قادیانی مسئلہ

پر بحث کی مصدقہ رپورٹ قسط 75

(غیر ملکی غاصبین سے آزادی کیا بغاوت ہوگی؟)

713 جناب یحییٰ بختیار: شہریت کا اختیار کرنا اور وہ...... اختیار کرنا نہیں۔ اگر آپ جس ملک میں رہتے ہیں۔ جہاں آپ پیدا ہوئے ہیں۔ وہاں سے باہر سے کوئی فاتح آئے یا کسی طریقے سے آپ کے ملک پر قبضہ کرے اور وہ غیر اسلامی لوگ ہوں، اور حکومت کرے اس پر......

مرزا ناصر احمد: جب حکومت کریں اور کر رہے ہوں ڈیڑھ سو سال سے یا سو سال سے......

جناب یحییٰ بختیار: ......تو اس حکومت کے خلاف آزادی حاصل کرنے کے لئے اگر کوئی جدوجہد کرے، وہ بغاوت شمار ہوگی؟

مرزا ناصر احمد: اگر وہ......

جناب یحییٰ بختیار: آپ کو اجازت ہے کہ نماز پڑھیں......

مرزا ناصر احمد: نہیں، میں سمجھ گیا بات جی۔ میں سمجھ گیا۔ سوال سمجھ گیا۔ اگر وہ قانون کے اندر رہ کے جدوجہد کرے تو بغاوت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر وہ فتنہ پیدا کرے اور خون خرابہ جس کے نتیجے میں پیدا ہو اور بہت سی معصوم جانیں خطرے میں آجائیں اور بہت سے حقوق جو ہیں وہ ناجائز غصب ہونے کا امکان پیدا ہو جائے تو وہ کام نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ: ان اللّٰہ لایحب المفسدین

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! ایک مشکل اس میں یہ آجاتی ہے کہ ایسے لوگ جو کہ قانون کے دائرے میں رہ کر جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ بھی بعض موقع پر ایسے سٹیج پر پہنچ جاتے ہیں کہ حکومت ایسے قدم لیتی ہے کہ وہ مجبور ہو کر قانون کے دائرے سے کچھ تجاوز کرنا پڑتا ہے ان کو۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں تحریک پاکستان کے دنوں میں چھ سال تک مسلسل جدوجہد ہوتی رہی۔ بات چیت ہوتی رہی۔ Negotiation ہوتے رہے۔ Demonstrations لیگل فارم میں جو ہوتے ہیں وہ ہوتے رہے۔ مگر آخر میں انگریز نے یہ کہا اور یہ اشارہ دیا کہ وہ ساری کی ساری گورنمنٹ کانگرس کو یا ہندوؤں کے حوالے کرے گا۔ جو بھی ہمارے ساتھ یا مسلم لیگ کے ساتھ یا مسلمانوں کے ساتھ جو بھی انہوں نے وعدے کئے تھے۔ اس پر وہ مکر گئے۔ گورنمنٹ کیا Interim گورنمنٹ کے بارے میں، اس سے مکر گئے۔ اسکیم جو تھی

اس سے مکر گئے۔ Interim سکیم جو تھی اسی سے مکر گئے۔ تو ایک ایسا سٹیج پہنچا کہ قائداعظم نے بھی کہا کہ ''ڈائریکٹ ایکشن۔''

714 *That means no longer the constitutional struggle.*

(اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے بعد مزید آئینی کوشش نہ کی جائے)

Mirza Nasir Ahmad: *I don't know whether 'direct action' means what you say.*

(مرزا ناصر احمد: مجھے معلوم نہیں۔ راست اقدام کا وہی مطلب ہے جو آپ کہہ رہے ہیں)

Mr. Yahya Bakhtiar: *No. I mean that--- what I say may be subject to correction---- may be that direct action was also a form of constitutional struggle. I don't say this. But supposing this is; now we can't....*

(جناب یحییٰ بختیار: میں جو کہہ رہا ہوں وہی میرا مطلب ہے کہ راست سے مراد بھی آئینی کوشش ہی تھی۔ یہ میں نے نہیں کہا۔ لیکن فرض کریں وہ کہتے ہیں کہ......)

مرزا ناصر احمد: ڈائریکٹ ایکشن۔ انہوں نے اعلان کردیا۔ ڈائریکٹ ایکشن کا۔

جناب یحییٰ بختیار: جیسے مہاتما گاندھی نے کہا جی کہ آپ *Quit India* (ہندوستان چھوڑ دو) اور وہ حالانکہ......

مرزا ناصر احمد: ڈائریکٹ ایکشن ہوگیا نا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

مرزا ناصر احمد: مسلم لیگ کا۔

جناب یحییٰ بختیار: مسلم لیگ کا۔ تو اسی طرح میں......

مرزا ناصر احمد: اور اس کا میں جواب دوں؟

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں ذرا تھوڑا سا *Explain* (واضح) کردوں......

مرزا ناصر احمد: اچھا، ہاں، ٹھیک ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ......تاکہ بعد میں......اسی طرح کانگریس جو تھی۔ ہندو جو تھے۔ ان کے لیڈر مہاتما گاندھی جو تھے۔ انہوں نے بھی اس اسٹیج پر یہ حکم دیا۔ حالانکہ وہ *Non violance* (عدم تشدد) پر یقین کرتے تھے۔ *Constitutional struggle* (آئینی جدوجہد) پر بھی *Believe* (یقین)

کرتے تھے اور Non violance (عدم تشدد) پر بھی۔ انہوں نے، جو رپورٹ آئی اور آپ نے دیکھی ہوگی۔ جو برٹش گورنمنٹ نے پبلش کی تھی۔ ان کی تصویریں، ان کی Instructions (ہدایات) ان میں یہ چیز آئی تھی Quit India Movement (ہند چھوڑ تحریک) میں، Cut down telephone wirles, cut down small bridges. (ٹیلی فون کی تاریں کاٹ دو پلوں کو تباہ کر دو) اس قسم کی ہدایات کانگریس نے ایشو کی تھیں تو لوگوں نے مذاق کیا کہ If you cut down a bridge, however small it may be (اگر آپ پلوں کو تباہ کر دیں خواہ وہ کتنے ہی چھوٹے کیوں نہ ہوں) جو جانیں ضائع ہو[715] جائیں گی وہ تو بہت بڑی ہو سکیں گی۔ جب ٹرین نے ہی گر جانا ہے۔ تو ایسی چیزیں جو تھیں کسی سٹیج پر لوگ جو آزادی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں کہ کوئی اور مجھ پر حکومت نہ کرے۔ میں اس وقت صرف سیاسی بات کر رہا ہوں تاکہ آپ......

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: ......کیونکہ وہ جو مسئلہ ہے اس پر بعد میں آؤں گا جو آپ کہہ رہے ہیں کہ ''دین کی آزادی جو ہے'' اس پر علامہ کہتے ہیں:

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت — ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

وہ ایک اور پہلو ہے۔

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: اس پر میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ کیا مطلب ہے علامہ کا اور کیا چیز بنتی ہے۔ یہاں صرف سیاسی جو Struggle (کوشش) ہے......

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، ہاں، ہم یہاں پہنچے ہیں......

جناب یحییٰ بختیار: میری خودداری میں......دیکھیں ناں جی۔ میں پورا Explain (واضح کر دوں۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، میں اپنے سمجھنے کے لئے ایک بات کر رہا ہوں۔ آپ کا سوال ہی سمجھنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم پہنچے تھے قائداعظم صاحب کے ڈائریکٹ ایکشن کے سلسلے میں۔ میں نے وہاں اپنی سوچ ختم کر دی تھی۔ کیونکہ وہیں ہم چلتے نا، ہمارا تعلق اسی سے ہے......قائداعظم کے ڈائریکٹ ایکشن کا حکم۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی، میں نے اس کے بعد کہا کہ ایسا حکم کانگریس والوں نے بھی دیا، تین سال پہلے اس سے۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، لیکن We have nothing to do with that (ہمارا اس سے

کوئی واسطہ نہیں)

جناب یحییٰ بختیار: میں مزید یہ عرض کر رہا تھا......

مرزا ناصر احمد: جی۔

[716] جناب یحییٰ بختیار: ......کہ کسی ملک کے لوگ، رہنے والے، جن کو حب الوطنی کا جذبہ ہو، پہلے وہ کوشش کرتے ہیں قانون کی حدود میں رہ کر، مہذب طریقے سے اپنی آزادی حاصل کریں۔ مگر وہ کہتے ہیں: تنگ آمد بہ جنگ آمد۔ ایک اسٹیج وہ بھی آجاتا ہے جب آزادی کے لئے ''تنگ آمد بہ جنگ آمد'' ہوتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ حرام ہے۔ یہ میں چاہتا ہوں صرف سیاسی نقطہ نظر سے، مذہب کو چھوڑ دیجئے فی الحال......

مرزا ناصر احمد: قائداعظم نے ڈائریکٹ ایکشن کی تفصیلات کس حکم کے......کیا حکم دیا کیا کرو؟

جناب یحییٰ بختیار: میں، مرزا صاحب! میں نے عرض کیا کہ ممکن ہے انہوں نے کہا کہ Constitution (آئین) کے دائرے میں رہو۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، میرا مطلب یہ ہے کہ میں نے اسی واسطے کہا تھا کہ میں نے......جب آپ نے قائداعظم کا حوالہ دیا، اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے، انہوں نے بڑی خدمت کی ہے قوم کی......تو میں نے بس وہاں اگلی جو باتیں ہیں وہ میں نے......Disconnected (غیر متعلقہ) ہیں......

جناب یحییٰ بختیار: میں پھر Repeat......

مرزا ناصر احمد: قائداعظم نے جب ڈائریکٹ ایکشن کا کہا......

جناب یحییٰ بختیار: میں پھر Repeat (دوبارہ) کر دیتا ہوں کہ میں نے کیا عرض کیا۔

مرزا ناصر احمد: ......جی۔

جناب یحییٰ بختیار: میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ قائداعظم نے جب یہ کہا کہ ''ڈائریکٹ ایکشن'' تو ان کا یہی نظریہ ہو۔ ممکن ہے یہی Instructions (ہدایات) ہوں کہ باوجود Constitutional (آئینی) کوشش ختم ہونے کے پھر بھی یہ بھی Constitutional (آئینی) ہی رہے۔ یہ میں کہتا ہوں ممکن ہے، کیونکہ ممکن ہے میں اسٹوڈنٹ تھا، مجھے یاد نہ ہو......

مرزا ناصر احمد: جی۔

[717] جناب یحییٰ بختیار: ......مگر قائداعظم کا اپنا مطلب یہی تھا اور ہو گا کہ آپ جلسے کریں۔ Demonstration (مظاہرہ) کریں۔ جلوس نکالیں۔ احتجاج کریں۔ مگر ان کا یہ مطلب نہیں تھا کہ لوگوں

کو ماریں۔ گھروں کو جلائیں۔ آگ لگائیں۔ کسی کو نقصان پہنچائیں۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ وہ اس اصول کے آدمی نہیں تھے۔ مگر جب ڈائریکٹ ایکشن ہوا۔ جس طرح لوگوں نے اس کو سمجھا اور جو کلکتہ میں جو تاریخ مقرر تھی...... میرے خیال میں ۱۶ر ستمبر ۱۹۴۶ء کی، ۱۶ر اگست ۱۹۴۶ء تو نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی دن میں میرے خیال میں کلکتے میں دس ہزار جانیں ضائع ہوگئیں۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی ملا کے اور وہ ڈائریکٹ ایکشن کے بارے میں بہت سے لوگ لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے پھر پاکستان بنا۔ ابھی آپ اس پر ذرا......

مرزا ناصر احمد: میں تو صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ قائداعظم کی ہر جدوجہد میں جماعت احمدیہ کے افراد کندھے سے کندھا ملا کے پاکستان کے لئے لڑتے رہے ہیں اور اس کی ایک...... (اپنے وفد کے ایک رکن سے) وہ کہاں ہے فوٹو اسٹیٹ کی کاپی؟ (اٹارنی جنرل سے) یہ ایک ریلیز ہے قائداعظم کی، اخبار ''ڈان'' ۸ر اکتوبر ۱۹۴۳ء اس کا عکس ہے یہ، قائداعظم محمد علی جناح کی طرف سے، جماعت احمدیہ قادیان کی مرکزی مراسلات پریس میں:

Ahmadiyya community to support Muslim League. Qadian leader's guidence. Mr. M.A Jinnah`has released the following correspondence to the Press. Letter from Nazim-e- Umoor-e- Aama of the... (یہ ہوگا مس ٹائپ) Umoor-e- Aama of the Ahmadiyya Movement, Qadian, addressed to Mr. Jinnah:

"Dear Sir:

I beg to enclose herewith a copy of the letter from Mohammad Sarwar Dani of village Marghazar Kurda district Rae-pur, addressed to Hazrat Amir-ul- Momineen, Khalifat-ul-Mashih 2nd, Head of the Ahmediyya community, and the reply thereto, for your kind perusal.

yours faithfully."

(احمدیہ جماعت مسلم لیگ کی حمایت کرے گی۔ رہنمایان قادیان کی ہدایت، مسٹر محمد علی جناح مندرجہ ذیل خط وکتابت اخبارات کو جاری کی ہے۔ احمدیہ جماعت کے ناظم امور عامہ قادیان کی طرف سے

مسٹر جناح کے نام خط:

جناب والا! ...... میں ایک خط منجانب محمد سرور دانی ساکن موضع مرگزار، ریاست رائے پور کی نقل جو کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی جماعت احمدیہ کے نام ہے۔ بھیج رہا ہوں اور اس خط کا جواب بھی آپ کے ملاحظہ کے لئے۔ آپ کا مخلص!)

"The text of the letter from Muhammad Sarwar referred to above: وہ متن آ گے ہے۔

(یہ محمد سرور کے اس خط کا متن ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے)

[718] *"We have the honour to make a request and a query. We are a few Ahmadies here in this town and in the present election campaign we have been approached both by the League and the Congress for contributions and assistance to the respective parties and candidates. Kindly guide us whom we should support."*

Reply from the head of Ahmadia community:

"You ought to support Muslim League in the present elections and offer them whatever means of cooperation and assistance you can possibly afford. Muslims do require a united front in the present crisis. There differences, if allowed to exist, will affect them adversly for hundreds of years to come."

(''ہم ایک درخواست کر رہے ہیں۔ جس کے متعلق آپ سے رہبری کے طالب ہیں۔ اس قصبہ میں ہم چند احمدی ہیں۔ الیکشن کی مہم کے دوران ہم سے (مسلم) لیگ اور کانگریس دونوں نے رابطہ کیا ہے اور دونوں ہی اپنے اپنے امیدواروں کے لئے امداد کے خواستگار ہیں۔ ازراہ کرم ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ہم کس کی حمایت کریں۔''

جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب: ''موجودہ الیکشن میں آپ کو مسلم لیگ کی حمایت کرنی چاہئے اور ممکن حد تک جو بھی تعاون اور امداد آپ کر سکتے ہیں کریں۔ موجودہ بحران میں مسلمانوں کو متحدہ محاذ کی ضرورت ہے۔ اگر ان کے اختلافات کو رہنے دیا گیا تو اس کے اثرات سو سال تک رہیں گے۔'')

خواتین کے صفحات

خادمۃ القرآن

بچوں کو سزا دینے کے بہترین طریقے

تعزیر وہ سزا ہے جو تادیب (تنبیہ کرنے کے لیے) دی جائے اور حد کے درجہ سے کم ہو اور اس کے مختلف طریقے ہیں، ملامت کرنا، ڈانٹنا، ہاتھ یا لکڑی وغیرہ سے مارنا، کان کھینچنا، سخت الفاظ کہنا، قید کر دینا، مالی سزا دینا۔

(۱)...... بچوں کی بہتر سزا یہ ہے کہ ان کی چھٹی بند کر دی جائے، اس کا ان پر کافی اثر ہوتا ہے۔

(۲)...... میں نے (بچوں کے لیے) دو سزائیں مقرر کر رکھی ہیں، ایک کان پکڑوانا جس کو مراد آباد والے بطخ یا مرغا بنوانا کہتے ہیں۔ دوسرے اٹھنا بیٹھنا، اس میں دونوں صلاحیں ہو جاتی ہیں، جسمانی بھی کیونکہ اس میں ورزش ہوتی ہے اور نفسانی یعنی اخلاقی بھی کیونکہ اس سے تنبیہ ہو جاتی ہے۔

(۳)...... مجھے بچوں کے پیٹنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے، بوقت ضرورت اگر کبھی میں مارتا ہوں تو رسی سے مارتا ہوں، اس میں ہڈی ٹوٹنے کا خطر نہیں ہوتا۔

(۴)...... (عام حالات میں) سزا میں دو چپت بھی کافی ہیں۔

سختی کرنے کی حدود، سختی مقصود بالذات نہیں:

سختی مقصود بالذات نہیں، مقصود اصلاح ہے، جب معلوم ہو جائے کہ سختی سے نفع نہیں ہوتا تو نرمی سے اصلاح کرتا رہے مگر اس میں ضبط و تحمل کی ضرورت ہے جو مشکل ہے کیونکہ یہ تو آسان ہے کہ بالکل نہ بولے اور یہ مشکل ہے کہ ناگواری میں تحمل سے بولے۔ خاص طور پر جب کہ دوسرا ٹیڑھا ہوتا چلا جائے اور اپنے گھر والوں کا حال خود ہی ہر شخص جانتا ہے کہ نرمی سے اصلاح ہوگی یا سختی سے، محض سختی کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ میں بھی جن لوگوں کے ساتھ ان کے اصلاح کے لیے سختی کرتا ہوں، اب چھوڑ دوں گا کیونکہ کچھ نفع نہیں ہوتا۔

ایک صاحب نے فرمایا کہ کیا (ایسی حالت میں گھر والوں کو) مطلق العنان (یعنی بالکل آزاد) چھوڑ دیا جائے؟ فرمایا نہیں، نصیحت کرتا رہے۔

زیادہ سختی کرنے اور مارنے کے نقصانات:

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جس شریر بچہ کو بار بار پیٹا جائے، اٹھتے بیٹھتے لات جوتے کا معاملہ رکھا جائے، وہ بے حیا ہو جاتا ہے، پھر وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا۔ اس سے قطع نظر ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ زیادہ مارنا تعلیم وتربیت کے لیے بھی مفید نہیں ہوتا بلکہ مضر ہوتا ہے۔

(ا)...... ایک تو یہ کہ بچہ کے قوی (اعضاء) کمزور ہو جاتے ہیں۔

(۲)...... دوسرے یہ کہ ڈر کے مارے سارا پڑھا لکھا بھول جاتا ہے۔

(۳)...... تیسرے یہ کہ جب پٹتے پٹتے عادی ہو جاتا ہے تو بے حیا بن جاتا ہے، پھر پٹنے سے اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا، اس وقت یہ مرض لا علاج ہو جاتا ہے اور ساری عمر کے لیے ایک بری عادت یعنی بے حیائی اس کی طبیعت میں داخل ہو جاتی ہے۔

سزا دینے کے غلط طریقے:

ایسی وحشیانہ سزا جس کی برداشت نہ ہو سکے، جیسے دھوپ میں کھڑا کر کے تیل چھوڑنا، ہنٹروں سے بے درد ہو کر مارنا، نہایت گناہ ہے، کسی آدمی یا جانور کو آگ سے جلانا جائز نہیں۔ بعض لوگوں کا دستور ہے کہ لڑکوں سے دوسرے لڑکوں کے چپت لگواتے ہیں مگر میں اس سے منع کرتا ہوں، یہ بہت غلط طریقہ ہے کہ اس سے آپس میں عداوت (دشمنی ہو جاتی ہے)

ماں باپ کا ظلم وزیادتی:

غضب یہ ہے کہ بعض دفعہ چھوٹوں پر بھی بری طرح غصہ کیا جاتا ہے اور وہ بالکل بے بس ہوتے ہیں، ان کی طرف سے کچھ بھی بدلہ نہیں ہو سکتا۔ بچوں پر جو ظلم ماں باپ کی طرف سے ہوتا ہے، وہ اسی کا ہے، بعضے ماں باپ ایسے قصائی ہوتے ہیں کہ بچہ کو اس طرح مارتے ہیں کہ جیسے کوئی جانور کو مارتا ہے بلکہ جیسے کوئی چھت کوٹتا ہے اور اگر کوئی منع کرے تو کہتے ہیں کہ ہمیں اختیار ہے، ہم اس کے باپ بھی ہیں۔

یاد رکھئے کہ باپ ہونے سے ملکِ رقبہ (یعنی اس کی جان کی ملکیت) حاصل نہیں ہوتی، ورنہ یہ بھی ہوتا ہے کہ باپ بیٹے کو بیچ لیا کرتے۔ باپ کا رتبہ اللہ تعالیٰ نے بڑا کیا ہے، اس واسطے نہیں کہ چھوٹے اس کی ملک ہوں اور اس سے چھوٹوں کو تکلیف پہنچے، بلکہ اس واسطے کہ چھوٹوں کی پرورش کرے اور ان کو آرام دے، ہاں کبھی اس آرام دینے کی ضرورت سے سزا اور تنبیہ کرنے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے اور اس کی اجازت ہے۔

سزا میں کتنی مار مار سکتے ہیں؟:

تنبیہ کرنے اور سزا دینے کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کی اجازت ہے اور ''ضروری بقدر ضروری ہوتا ہے'' کا ضابطہ ہے، اس قاعدے سے اتنی ہی تادیب (سزا) دینے کی اجازت ہو سکتی ہے جو پرورش اور تربیت میں مفید ہو، نہ اتنی جو کہ درجہ ایلام (سخت تکلیف اور مصیبت) تک پہنچ جائے۔ اور ماں باپ کو تو اللہ تعالیٰ نے محض رحمت بنایا ہے، ان سے ایسی زیادتی ہونا اس بات کی علامت ہے کہ یہ شخص انسانیت سے بھی خارج ہے۔

ضرب فاحش (سخت مار) سے فقہاء نے صراحتاً منع فرمایا ہے اور جس مار سے کھال پر نشان پڑ جائے، اس کو بھی فقہاء نے ضرب فاحش میں داخل کیا ہے اور جس مار سے ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے وہ بدرجہ اولیٰ منع ہے۔ لیکن ضرب فاحش سے خود استاد، باپ کو تعزیر (سزا) دی جائے گی۔

غصہ میں ہرگز نہیں مارنا چاہیے:

غصہ کو جہاں تک ہو سکے روکو، غصہ کی حالت میں حواس درست نہیں رہتے، اس وقت کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ غصہ کے وقت طبیعت بھڑک اٹھتی ہے اور اس کی برائیاں اور نقصانات پیش نظر نہیں رہ جاتے، تجربہ کر کے دیکھا گیا ہے کہ غصہ کو روکنا ہمیشہ اچھا ہوا ہے اور جب غصہ کو جاری کیا گیا ہے تو ہمیشہ اس کا انجام برا ہوا ہے جب غصہ آ جائے تو ہرگز کسی قول یا فعل میں جلدی نہ کرے، حدیثوں میں بھی غصہ کے وقت فیصلہ کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ غصہ میں بچوں کو ہرگز نہ مارا جائے بلکہ غصہ ٹھنڈا ہو جانے کے بعد سوچ سمجھ کر سزا دی جائے۔

سزا دینے میں ظلم و زیادتی نہ ہونے پائے، اس کی تدبیر:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے دریافت کیا گیا کہ نوکر پر زبان سے یا ہاتھ سے سزا دینے میں زیادتی ہو جاتی ہے اور بعد میں پچھتانا پڑتا ہے، کوئی ایسی تدبیت ارشاد فرمائیں جس سے زیادتی نہ ہو اور سیاعت میں بھی فرق نہ آئے۔

(۱)...... بہتر تدبیر یہ ہے کہ زبان سے کچھ کہنے یا ہاتھ بڑھانے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ فلاں فلاں لفظ میں کہوں گا یا اتنا ماروں گا پھر اس کا التزام کیا جائے کہ جتنا سوچا ہے اس سے زیادہ نہ ہو جائے۔

(۲)...... سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ غصہ میں نہ مارا کریں، جب غصہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے، اتنی سزا دے دینی چاہیے، یہ تو سلامتی کی بات ہے ورنہ لڑکے قیامت میں بدلہ لیں گے۔ ناحق ستانے کا بڑا گناہ ہے۔

(۳)...... ایک عورت نے بلی کو ستایا تھا، جب وہ مرگئی تو حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ وہ عورت جہنم میں ہے اور وہ بلی اس کو نوچتی ہے، جب بلی کو ستانے سے وہ عورت دوزخ میں گئی تو لڑکے تو انسان ہیں۔

اگر بہت زیادہ غصہ آئے تو کیا کریں:

اگر بہت زیادہ غصہ آئے تو اس کو چاہیے کہ اس کے سامنے سے خود ہٹ جائے یا اسے ہٹا دے اور ٹھنڈا پانی پی لے اور اگر زیادہ غصہ ہو تو یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ کے بھی ہمارے اوپر حقوق ہیں اور ہم سے بھی غلطی ہوتی رہتی ہے، جب وہ ہمیں معاف کرتے رہتے ہیں تو ہم کو بھی چاہیے کہ اس شخص کی غلطی سے درگزر کریں، ورنہ اگر اللہ تعالیٰ بھی ہم سے انتقام لینے لگیں تو ہمارا کیا حال ہو۔

سزا دینے میں ظلم وزیادتی ہوگئی تو اس کی تلافی کا طریقہ:

اگر کوئی اپنی زیادتی (اور ظلم) کی تلافی کرنا چاہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ سزا دینے کے بعد بچوں کے ساتھ شفقت کرو اور جس پر زیادتی کی ہے اس کے ساتھ احسان کرو، یہاں تک کہ وہ خوش ہو جائے، جیسے میرٹھ کے ایک رئیس نے ایک نوکر کے طمانچہ مار دیا تھا پھر اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس کو ایک روپیہ دیا، پھر دوسرے نوکر سے کہا کہ اس سے پوچھا اب کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ میں تو دعا کر رہا ہوں کہ ایک طمانچہ روز لگ جایا کرے۔ بس تلافی کا یہ طریقہ بہت اچھا ہے، اس سے بچوں کے اخلاق پر بھی برا اثر نہ ہوگا اور ظلم کا دفعیہ بھی ہو جائے۔

نافرمان اولاد:

ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں صاحب آنا چاہتے تھے مگر ان کا لڑکا کچھ رقم لے کر بھاگ گیا ہے، اس پریشانی کی وجہ سے نہیں آسکے، فرمایا اگر بالغ ہو گیا ہو تو نکال باہر کریں، کس جھگڑے میں پڑے ہیں، نالائق اولاد کی مثال ایسی ہے جیسے زائد انگلی نکل آتی ہے کہ اگر رکھا جائے تو عیب ہے، اگر کاٹا جائے تو تکلیف۔

بچوں کے صفحات

عہد

اسلام خدا کی رحمت ہے — اسلام سے ملتی جنّت ہے
اسلام ہی راہ عظمت ہے — اسلام بڑی ہی نعمت ہے
اسلام پہ جینا، مرنا ہے
اسلام کو قائم، کرنا ہے
اسلام دلوں کی دولت ہے — اسلام نظر کی وسعت ہے
اسلام حقیقی عزّت ہے — اسلام پیامِ راحت ہے
اسلام پہ جینا، مرنا ہے
اسلام کو قائم، کرنا ہے
اسلام خدائی قوّت ہے — اسلام نظام فطرت ہے
اسلام سراسر حکمت ہے — اسلام پھر کیوں غفلت ہے
اسلام پہ جینا، مرنا ہے
اسلام کو قائم، کرنا ہے

عبداللہ کی قربانی

پرانے زمانے کی بات ہے، ہندوستان کے ایک گاؤں میں ایک لڑکا عبداللہ محنت مزدوری کرتا تھا اور اس کی ماں لوگوں کے گھروں میں کام کیا کرتی تھی، اتنی سخت محنت کی زندگی کے باوجود وہ بہت غریب تھے، انہیں دو وقت کی روٹی بھی بہت مشکل سے میسر آتی تھی، عبداللہ اپنے دل میں اکثر سوچا کرتا تھا، ہمیں اتنے محنت کرنے کے باوجود اتنے غریب کیوں ہیں، پھر ایک روز اس نے وہی سوال

جو اس کے دل میں تھا ماں سے پوچھا، ماں! ہم غریب کیوں ہیں؟ ماں مسکرائی اور بولی، یہ خدا کی مرضی ہے، دنیا میں کوئی امیر ہے تو کوئی غریب۔ عبداللہ بولا، یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔

ماں ہنستے ہوئے کہنے لگی تمہارے سوال کا جواب تو شاید ہندوکش کا نیک فقیر ہی دے سکتا ہے۔ عبداللہ نے حیرانی سے کہا، ہندوکش کا نیک فقیر کون ہے؟ ماں نے جواب دیا، یہاں سے خاصی دور دریائے سندھ کے پار ہندوکش کی پہاڑیاں ہیں جہاں پر ایک بوڑھا نیک فقیر رہتا ہے، سنا ہے کہ بہت لوگ اپنے سوال لے کر گئے ہیں اور جواب پا کر ہی واپس آئے ہیں۔ عبداللہ بولا، اب میں تمہیں ضرور جاؤں گا۔ ماں کے بہت منع کرنے پر بھی وہ نہ مانا، پھر کچھ دن بعد عبداللہ ماں سے اجازت لے کر صبح کے وقت سفر پر روانہ ہوگیا، کچھ خاص دن کے سفر کے بعد وہ ایک گھر کے پاس سے گزرا، گھر کے دروازے پر ایک بوڑھی عورت کھڑی تھی، اس نے عبداللہ سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟۔

عبداللہ نے سارا واقعہ بتایا تو وہ عورت بولی، اے نیک لڑکے! میرا بھی ایک سوال پوچھ آ۔ میری بیٹی گونگی ہے وہ کب بولی گی۔ عبداللہ نے اس عورت سے وعدہ کیا اور اپنے سفر پر روانہ ہوگیا، کچھ دن کے بعد وہ ایک گھر کے پاس سے گزرا، گھر کے باہر ایک بوڑھا شخص بیٹھا تھا، اس نے عبداللہ سے پوچھا کیوں میاں، کہاں جا رہے ہو؟ عبداللہ نے سارا واقعہ بتایا تو وہ کہنے لگا، اے لڑکے! میرا بھی ایک سوال پوچھ آ، میری کھیت پھل کب دے گی۔ عبداللہ نے اس سے وعدہ کیا اور سفر پر چل پڑا، روانہ ہوا تو دریا کے پاس ہی جا کر دم لیا، ابھی وہ دریا پار کرنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ کسی کی آواز اسے آئی، دیکھا کہ ایک اژدھا اس کے سامنے کھڑا تھا، اس نے عبداللہ سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟

عبداللہ نے سارا واقعہ بتایا، اژدھا بولا اے لڑکے! میرا بھی ایک سوال پوچھ آ، کہ میں اس دریا سے کب آزاد ہوں گا؟ عبداللہ نے اژدھا سے وعدہ کیا، پھر اژدھا نے عبداللہ کو دریا پار کرا دیا اور عبداللہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں نیک فقیر تھا، عبداللہ نے چاروں سوال پیش کیے تو فقیر بولا، تو ایک سوال کر، دو نہ کر، تین کر چار نہ کر۔ یہ سن کر عبداللہ کشمکش میں پڑ گیا، ایک طرف اپنا سوال جس کے لیے اس نے اتنا سفر کیا، دوسری طرف اس کے کیے ہوئے وعدے، اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے سوال واپس لے گا اور باقی سوالوں کا جواب پوچھ کر واپس چل پڑا۔ دریا کے پاس پہنچ کر اژدھا کو دیکھا، اژدھا اسی کا انتظار کر رہا تھا، اژدھا نے پوچھا میرے سوال کا جواب مل گیا؟

عبداللہ نے اسے بتایا کہ مجھے دریا پار کرانے کے بعد تم آزاد ہونگے۔ اژدھا کا عبداللہ کو دریا پار کرانا تھا کہ اژدھا آسمان کی طرف اڑ گیا، جاتے ہوئے اس نے کہا یہ تمہارا انعام ہے اور ایک ہیرا

اس کی طرف پھینک دیا۔ عبداللہ نے ہیرا اٹھایا اور دوبارہ سفر کا آغاز کر لیا، جب وہ بوڑھے کے گھر پہنچا تو اسے بتایا کہ تمہارے گھر کے نیچے کھدائی کرنے سے سات مٹکے سونے اور سات مٹکے چاندی کے نکلیں گے اور جب انہیں اٹھاؤ گے تو وہاں پر فوارہ چلتا ہوا ایک ملے گا، فوارے کا پانی جب کھیت میں ڈالو گے، تو کھیت میں پھل اُگ آئے گا۔

انہوں نے جب کھدائی کی تو سچی وہاں سے سات سونے اور سات چاندی کے مٹکے نکل آئے ، انہوں نے جب انہیں اٹھایا تو نیچے سے فوارہ بھی نکل آیا، جب فوارے کا پانی کھیت میں ڈالا گیا تو کھیت میں فورا پھل اُگ آیا، اس نے عبداللہ کو سونے اور چاندی کا ایک ایک مٹکا دیا اور عبداللہ وہاں سے روانہ ہو گیا،

جب وہ عورت کے گھر پہنچا تو عورت کو بتایا کہ جب تمہارے بیٹی مجھے دیکھے گی تو بولنے لگے گی تب ایک دم سے اس کی بیٹی باہر آئی اور عبداللہ کو دیکھتے ہی بولی، ماں یہ لڑکا کون ہے؟ ماں نے جواب دیا یہ وہی نیک لڑکا ہے جس کی بدولت تمہیں زبان ملی ہے۔ ماں نے اپنے بیٹی کی شادی عبداللہ سے کرادی اور عبداللہ کچھ دن بعد اپنی بیوی کے ساتھ واپس اپنے گاؤں آ گیا۔

تو دیکھو بچوں! عبداللہ نے اپنا سوال واپس لے کر جو قربانی دی تھی اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے اسے کتنا اچھا دیا۔

سبق:............ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

نوٹ: اگلے مہینے سے بچوں کے صفحات میں مضامین، پہیلیاں، دلچسپ کہانیاں ،خوش خطی کے مقابلہ اور بھی کافی چیزوں کی شروعات ہونے جارہی ہے، اس میں جو بچے حصہ لینا چاہتے ہیں، کہانیاں اور اچھے انداز میں خوش خطی لکھ کر بھیج سکتے ہیں، جو بچے حصہ لیں گے تو انہیں انعامات بھی بھیجے جائیں گے۔ آپ سے گزارش ہے کہ جلد از جلد اپنی کہانیاں اور مضامین بھیج دیجئے تا کہ وہ رسائل میں شائع ہو سکیں۔ بھیجنے کی آخری تاریخ جنوری کے اخیر تک ہے۔

(شکریہ)

فیصل آباد کے قدیم اور تاریخی مدرسہ

بڑھتی ہوئی بجلی کی ضروریات اور مہنگائی کے پیش نظر

جامعہ ملیہ اسلامیہ،

مسجد مدرسہ والی، میں

(سولر سسٹم)

کی تنصیب میں تعاون کی ضرورت ہے

شمسی توانائی (سولر سسٹم)

الحمد للہ سولر سسٹم کا ایک حصہ مکمل ہوگیا ہے،

بقایا جات کی ادائیگی کے لئے
بھرپور تعاون کی درخواست ہے

50KW

فوری ضرورت برائے تعاون

6,000,000

ساٹھ لاکھ روپے

تمام حضرات اپنی طرف سے اور عزیز و اقارب مرحومین
کی طرف سے خوب حصہ ڈالیں

مولانا جواد الرحمن لدھیانوی مہتمم
مولانا حماد الرحمن لدھیانوی نائب مہتمم
جامعہ ملیہ اسلامیہ، محلہ خالصہ کالج، فیصل آباد
041-8711569
0300-9657076

Monthly
Magazine
Millia

JAMIA MILLIA ISLAMIA
FAISALABAD PAKISTAN
Reg:M # FD-16

اھم اعلان

ابن انیس نمبر
ماہنامہ ملیہ فیصل آباد

ابن انیس حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

بانی ماہنامہ ملیہ، مہتمم جامعہ ملیہ اسلامیہ، خلیفہ ومجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ

کی حیات وخدمات پر انشاء اللہ بہت جلد نمبر شائع کیا جائے گا،

تمام شاگرد، متوسلین ومحبین سے گزارش ہے
کہ جلد از جلد اپنے مضامین ارسال فرمائیں

برائے رابطہ:

جامعہ ملیہ اسلامیہ فیصل آباد
محلہ خالصہ کالج، P.O مدینہ ٹاؤن،
041-8711569 0300-9657076
www.milliafsd.com